ڈاکٹر خالد ندیم

مکتوباتِ ابنِ فرید بنام رفیع الدین ہاشمی

Writings of Ibn-e-Farid to Rafiuddin Hashmi

Abstract:

Dr. Khalid Nadeem, Lecturer, Urdu Department, Govt. College of Commerce, Shaikhopurah, Pakistan

These letters by Ibn-e-Farid were written during the time period 3rd Feb 1978 to June 2000, to Dr. Rafuddin Hashmi (Iqbaliat Expert)

Correspondence of these letters is not only between two writers also a vision through their personal relations of these scholars. While these letters help us to understand their deep understanding and feelings, mental behaviors, thoughts, Ideologies, knowledge literature the nature of their relation. It also provides us an opportunity to understand the journey of their writing, teachings and research.

This process of understanding is a parallel process of providing opportunity to provide us a very important treasure of information about literary, religious social personalities of the time these letters are also an important resource to know about a few most important book.

However we can say these letters, which cover 22 years of the long time, can help us to compile the history of the literature of the time.

This is the basic reason of compilation of these letters.

معروف ادیب، معلم، ماہر نفسیات، ماہر عمرانیات، صحافی اور عالم، ڈاکٹر ابنِ فرید، جن کا اصل نام محمود مصطفیٰ صدیقی تھا، ۲۸؍اکتوبر ۱۹۲۵ء کو موضع ظفر پور، قصبہ سترکھ، ضلع بارہ بنکی (یو پی) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بارہ بنکی کے معزز تعلقہ داروں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، تاہم خاندانی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اُن تک پہنچتے پہنچتے یہ تعلقہ داری زمیں داری تک محدود ہو چکی تھی۔ ابنِ فرید کی دادی بارہ بنکی کے ایک بڑے تعلقہ دار راجا نوشاد علی خاں

نوشاد کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔ راجا نوشاد صاحب، دیوان شاعر تھے اور ایک زمانے میں اُن کی غزلیں زبان زدِ عام تھیں، بالخصوص ان کی ایک نعت نے بہت شہرت حاصل کی، جس کی باز گشت آج تک سنائی دیتی ہے، یعنی:

مَیں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے کھلے آنکھ صَلِّ علیٰ کہتے کہتے

ان کے ننھیال کا تعلق دیوبند کے عثمانی خاندان کی ایک شاخ سے تھا، جسے اکبر اعظم نے 'چودھری' کا لقب دے کر ستر کھ، بارہ بنکی میں ایک بہت بڑی جاگیر سے نوازا تھا، تاہم یہ ساری جائیداد جنگِ آزادی کے بعد انگریز حکم رانوں کے زیرِ عتاب مختصر ہو کر رہ گئی۔

ابنِ فرید گیارہ بہن بھائی تھے، اس پر مستزاد، ان کی والدہ کی مسلسل بیماری، جن کے علاج معالجے میں چھوٹی موٹی زمیں داری بھی معدوم ہو گئی، چناں چہ جب ابنِ فرید سمیت تین بڑے بھائی اسکول کے مرحلے تک پہنچے تو اُن کے والد نے مزید تعلیم کے سلسلے میں اپنی معذوری کا اظہار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ابنِ فرید کا سارا سفر اُن کے اپنے قدموں پر طے ہوا۔

ابنِ فرید کی ابتدائی تعلیم اگرچہ گھر پر ایک پرائیویٹ استاد کی زیرِ نگرانی ہوئی، تاہم بعد میں انھوں نے اعلیٰ تعلیم کی اگلی منزلیں طے کرتے ہوئے نفسیات، انگریزی ادب اور عمرانیات میں ماسٹر ڈگری حاصل کی، حتیٰ کہ عمرانیات میں ڈاکٹریٹ کے اعزاز تک پہنچے۔

چوں کہ ابنِ فرید کو اوائل عمر ہی سے روزگار کے لیے جدوجہد کرنا پڑی، اس لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ کبھی کلرکی اور کبھی ایئر مین شپ سے واسطہ رہا۔ ان کی ملازمتوں کا سلسلہ اُن کے میٹرک کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے، چناں چہ جولائی ۱۹۴۳ء میں وہ ملٹری ریکارڈس آفس، لکھنؤ میں کلرک ہو گئے۔ ابنِ فرید کہتے ہیں کہ اس کلرکی سے مجھے بڑی الجھن ہوتی تھی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مَیں اپنی زندگی کو سوکھے چمڑے کی طرح چبا رہا ہوں، چناں چہ فروری ۱۹۴۴ء میں اس ملازمت کو خیر باد کہتے ہوئے انھوں نے ''رائل انڈین فورس'' میں ایروناٹکس انجن کے ایئرمین کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ اس ملازمت کے دَوران انھیں ہندوستان بھر کی سیاحت کا موقع مِلا اور برطانوی طرزِ فکر و عمل کو سمجھنے میں بھی مدد مِلی، تاہم تمام ترقیوں کے باوجود انھیں غیر تعلیم یافتہ رہ جانے کا احساس ستاتا رہا، چناں چہ مارچ ۱۹۴۷ء میں انھوں نے بڑی کدوکاوش کے بعد اس ملازمت سے نجات حاصل کر لی۔

تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا، مگر اس دَوران بھی ۱۹۴۷ء میں موسمِ گرما کی تعطیلات میں ڈسٹرکٹ ایگریکلچر آفس، بارہ بنکی میں؛ بی اے کی تعطیلات گرما میں ریجنل مارکیٹنگ آفس، بارہ بنکی میں اور گریجویشن کے بعد فروری ۱۹۵۲ء سے مئی ۱۹۵۳ء تک سیلز ٹیکس میں بطور کلرک کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مرکزی درس گاہِ اسلامی، رام پور میں استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں یہاں سے فارغ ہونے پر انھوں نے روزگار کے امکانات پر سوچنے کے بجائے ایم اے نفسیات میں داخلہ لے لیا۔ ایسے مرحلے پر، جب وہ بیوی بچوں کی کفالت کے ذمہ دار بھی تھے، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور کے عبدالوحید خاں صاحب نے حقوقِ اشاعت کے ذیل میں ایک سال تک انھیں مالی پریشانیوں سے دُور رکھا، تاہم دوسرے سال انھیں اپنی بیوی کا زیور بیچ کر واجبات جمع کروانے پڑے، جب کہ دو بچوں سمیت اہلیہ کو ان کے والدین کے پاس ٹھہرانا پڑا۔ ۱۹۵۷ء میں وہ علی گڑھ چلے گئے۔ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۲ء تک جامعہ اُردو کے شبینہ تعلیمی ادارے (ادارۂ تعلیم اُردو) کے اعزازی سیکریٹری رہے اور تدریسی خدمات انجام دیتے رہے؛ اکتوبر ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء سے مارچ ۱۹۶۸ء تک جامعہ اُردو کے ترجمان ماہ نامہ ''ادیب'' کے مدیر رہے، اس دَوران جنوری ۱۹۶۵ء سے مارچ ۱۹۶۵ء تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام سٹی ہائی اسکول میں عارضی ٹیچر کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔

ابنِ فرید کہتے ہیں کہ ''اگرچہ مَیں براہِ راست علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا ملازم نہیں تھا، تاہم یونیورسٹی کے کرم فرماؤں کی ریشہ دوانیوں کا نشانہ بنا رہا۔'' پھر جب یکم اگست ۱۹۷۳ء میں بطور لیکچرر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے منسلک ہوئے تو اہلِ جامعہ کا رویہ اس قدر حاسدانہ و مخالفانہ ہوگیا کہ سولہ برس گزرنے کے باوجود ان کی حیثیت لیکچرر ہی کی رہی اور ان کی علمی فتوحات کے باوجود انھیں کسی ترقی کا مستحق نہ سمجھا گیا۔ اس سلسلے میں ابنِ فرید کا کہنا ہے کہ ''یونیورسٹی کے وائس چانسلروں اور مصاحبوں کو میری صلاحیتوں سے زیادہ اپنی سیاست عزیز رہی۔ یہاں اس دل چسپ حقیقت کو بھی آشکار کر دینا ضروری ہے کہ ان سیاستوں میں سے مَیں کسی سے بھی وابستہ نہیں رہا۔ بس سزا اس کی مِلتی تھی کہ مَیں فلاں سے کیوں مِلتا ہوں، فلاں سے عقیدت کیوں ہے؟''

علی گڑھ سے الگ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف دُنیا کی متعدد جامعات نے کیا، چناں چہ ۱۵ر ستمبر ۱۹۸۴ء کو ان کا تقرر ''ملک عبدالعزیز یونیورسٹی''، جدہ کی فیکلٹی آف انجینئرنگ

کے شعبہ علومِ انسانیہ میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر ہو گیا، جہاں وہ ۱۹۸۸ء تک تعینات رہے۔ واپس آ کر مئی ۱۹۸۹ء تک علی گڑھ سے وابستہ رہے۔ ۱۹۸۶ء میں ''سکوتو یونیورسٹی''، نائیجیریا کی ایگزیکٹو کونسل نے اپنی خصوصی قرارداد کے ذریعے انھیں عمرانیات کی پروفیسری پیش کی اور ۱۹۸۹ء میں ملائشیا کی ''انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی'' نے عمرانیات کے سینئر ایسوسی ایٹ پروفیسر کے عہدے پر ان کا تقرر کیا، لیکن وہ اپنی اہلیہ کی گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر ان پیش کشوں کو قبول نہ کر سکے۔ ۱۹۹۰ء میں انھیں قاہرہ میں منعقدہ UNFDA کی پندرہ روزہ ورکشاپ میں بھارت کی نمایندگی کا اعزاز حاصل ہوا۔ وطن واپس آتے ہوئے انھوں نے کراچی اور لاہور میں چار روز کے لیے قیام کیا، دوست احباب سے ملاقاتیں کیں، چناں چہ علمی و ادبی حلقوں میں اُن کی خوب پذیرائی ہوئی۔

ابنِ فرید اپنے خیالات کے اظہار میں بہت بے باک تھے، کبھی کبھی اس بے باکی میں تنک مزاجی کی صورت بھی پیدا ہو جاتی تھی، اس کا اندازہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام ان کے خطوط کے بعض جملوں سے بھی ہوتا ہے، جن میں انھوں نے بڑے بڑے ناموران کو یک جنبش قلم مسترد کر دیا اور ان کے ردِعمل کی پروا کیے بغیر اپنے خیالات ظاہر کر دیے، تاہم اعلیٰ ظرفی میں ان کے معاصرین ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، چناں چہ ہم عصروں کی طرف سے ناقدری کے شدید احساس کے باوجود انھوں نے خانہ کعبہ پہنچ کر اپنے تمام مخالفین کو یک سر معاف کر دیا۔

خدا پر ایمان، اپنی ذات پر اعتماد اور اور بلند حوصلوں کا اندازہ ابنِ فرید کے اس بیان سے ہوتا ہے، جس کے مطابق طویل بے روزگاری کے ساتھ طرح طرح کی آزمایشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً: آنکھوں کے گیارہ عدد ہیمرج ،مینن جائٹس کی مریض بچی کے علاج سے معذوری، بچے کی اطمینان بخش تعلیم سے محرومی، بیوی کا دو مرتبہ شدید بیماری کے عالم میں موت کے منہ میں جا کر لوٹ آنا، ساڑھے تین مہینے کے معصوم بچے عبید محمود کا بغیر علاج کے دنیا سے رخصت ہو جانا وغیرہ؛ وہ کہتے ہیں کہ ''اس طویل عرصے میں بہت کچھ ہوا، لیکن مجھے نہ کسی سے شکایت ہے اور نہ کدورت؛ جو ہونا تھا، وہ سب ہو گیا؛ اب مَیں شکوہ کروں تو کس سے؟ اپنے دکھوں کو بھول جانے کے لیے مَیں نے ہمیشہ کاغذ، قلم اور کتابوں کی دنیا میں کھو جانا چاہا؛ بڑا سکون مِلتا تھا ان میں اور حوصلہ بھی!''

کثیر جہتی مطالعے کی بدولت علم الانسان، تہذیب و ثقافت، شعر و ادب، مذاہب عالم اور طبیعیات وغیرہ پر وہ اچھی نظر رکھتے تھے۔ قرآن، حدیث، تاریخ اسلام، نفسیات، عمرانیات، انگریزی اور اُردو زبان و ادب سے انھیں بالخصوص شغف تھا۔ اسلامی علوم و فنون کے ساتھ ساتھ انھوں نے بائبل کو سمجھنے کی بھی کوشش کی۔ علم و ہنر کی جستجو کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بہتر سال کی عمر میں کمپیوٹر کا استعمال سیکھ کر وہ اپنی کتابیں خود کمپوز کرنے لگے تھے۔

ڈاکٹر ابنِ فرید کی افسانہ نویسی کا آغاز میٹرک سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ ان کے بقول مَیں اسکول کی کاپی سے ورق پھاڑ پھاڑ کر بچکانہ قسم کے افسانے لکھنے لگا اور لکھ کر چھپا کر رکھنے لگا، یہاں تک کہ دسویں درجے میں میرے ہم جماعت پرکاش کمار کھرے نے ایک افسانے کے لیے اصرار کیا کہ مَیں اسے چھپوا دوں۔ چناں چہ ان کا پہلا افسانہ ''شمع'' میں شائع ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ تنقیدی مضامین بھی لکھنے لگے۔ ان کا پہلا تنقیدی مضمون ان دنوں شائع ہوا، جب وہ بی اے کے طالب علم تھے۔

ابنِ فرید کی تصنیف و تالیف کا دائرہ خاصا وسیع ہے اور اپنے بین العلومی مطالعے کی وجہ سے ان کے موضوعات و مباحث میں بڑا تنوع مِلتا ہے۔ ابنِ فرید اسلامی درس گاہ، رام پور میں بطور مدرس کام کرتے رہے، جہاں انھیں مسلم گھرانوں، خصوصاً بچیوں اور خواتین کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی، چناں چہ سماجی مفکر و مصلح کا کردار ادا کرتے ہوئے انھوں نے بچوں اور بچیوں کی تربیت کے لیے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ بچوں کے لیے ان کی کتب میں گھمنڈی گرگٹ (۱۹۶۰ء)، تھوک کا مکان (۱۹۶۲ء)، معلوماتی کہانیاں (۱۹۶۲ء) شامل ہیں۔ خواتین کے لیے چھوٹی بہو (۱۹۹۲ء)، بچے کی تربیت (۱۹۹۸ء)، گھریلو جھگڑے (۲۰۰۳ء)، ہم کیسے رہیں (۲۰۰۳ء)، زندگی کا سلیقہ (۲۰۰۳ء) اور نگینے قسم کی کتابیں سے ان کی اصلاحی کوششوں کا اظہار ہیں۔ تدوینی و تالیفی سرگرمیوں میں نیرنگِ نظر (۱۹۶۱ء)، اُردو زبان و ادب از بابائے اُردو (۱۹۶۲ء)، جب کہ غیر مطبوعہ کتب میں اعترافِ جذبی، جذبی، بوطیقا اور مراسلاتِ مہدی حسن کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ان کے افسانوی مجموعوں میں یہ جہاں اَور ہے (۱۹۹۳ء)، خون آشام (۲۰۰۲ء) اور مَیں کا تعاقب (۲۰۰۳) شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمود شیخ کے خیال میں ''ابنِ فرید کے ہاں روحِ انسانی کے اسرار جگنوؤں کی طرح چمکتے دِکھائی دیتے ہیں۔ ان کے افسانے موضوعاتی اعتبار سے منفرد اور اعلیٰ ہیں۔ ان افسانوں کی تخلیقیت، زبان و بیان کی وسعت انگیز دھنک رنگوں کی مانند چھائی ہوئی ہے۔

ابنِ فرید کی تنقیدی صلاحیتوں کا اندازہ "مضامین، ہم اور ادب" (۱۹۷۸ء)، "چہرہ پس چہرہ" (۱۹۸۰ء)، "ادب داد طلب" (۲۰۰۲ء)، "صوابدید" (غیر مطبوعہ)، "لہو الحدیث" (غیر مطبوعہ)، "تحسین قدر" (غیر مطبوعہ) سے ہوتا ہے، علاوہ ازیں عمرانی موضوعات پر ان کی انگریزی تصانیف و تالیفات سے اُن کے علوم انسانیہ سے تعلق کا اعلان ہوتا ہے:

1. **Islamic Structure of Society (Ed.)**
2. **Incidence of Divorce Among Indian Muslims 1996**
3. **Social Structure of Indian Muslims (Co-editor) 1991**
4. **Sociology in Islamic Perspective (Ed.)**
5. **Status of Women in Indian Muslim Society**

ابنِ فرید ادبی صحافت کا بھی خاصا تجربہ رکھتے تھے۔ وہ مختلف اوقات میں "ادیب" (علی گڑھ)، "نئی نسلیں" (لکھنؤ)، "دانش" (رام پور)، "معیار" (میرٹھ)، Journal of Objective Studies، (نئی دہلی) سے وابستہ رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں "حجاب" (رام پور) کی مدیرہ اپنی اہلیہ کے ساتھ انتظامی اور علمی و ادارتی شعبوں میں تعاون کرتے رہے۔

جیسا کہ مضمون کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ ابنِ فرید کسی مفلوک الحال یا پس ماندہ ماحول سے اوپر نہیں اٹھے تھے، تاہم اپنے مزاج کی بے باکی اور انانیت کی وجہ سے اپنے ماحول کے ساتھ ہم آہنگ نہ ہوسکے، چناں چہ زندگی بھر ان کی مخالفت جاری رہی، مگر وہ من کی دنیا میں حکم رانی کرتے رہے۔ انھوں نے خوشامد، چاپلوسی، مصلحت کوشی اور زمانہ سازی سے بچتے ہوئے صبر و شکر کے ساتھ قلم کی حرمت اور عزتِ نفس کی حفاظت کی۔ بقول ڈاکٹر کبیر احمد جائسی: "ابنِ فرید نے علی گڑھ میں سخت دِن گزارے، سختیاں جھیلیں، اَبنائے جہالت کے وار سہے، مگر اللہ کے فضل سے کسی فرعون کے در پر سجدہ ریز نہیں ہوئے۔" حقیقت یہ ہے کہ مذہب کے پختہ شعور اور تحریکِ اسلامی سے وابستگی نے انھیں زندگی میں حوصلہ اور استقامت عطا کر دی۔ اُردو زبان و ادب کا یہ روشن ستارہ ۹ رمئی ۲۰۰۳ء کی صبح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلا شبہ اُردو زبان و ادب کے شیدائی ابنِ فرید کی تحریروں سے تادیر مستفیض ہوتے رہیں گے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، یکم اپریل ۱۹۴۲ء کو ضلع چکوال کے ایک گاؤں مصریال میں پیدا ہوئے (ایک خاندانی روایت کے مطابق ان کی اصل تاریخ پیدائش ۹ر فروری ۱۹۴۰ء ہے)۔ ان کے والد گرامی محمد محبوب شاہ ہاشمی (م: ۱۳ر جنوری ۱۹۹۸ء) اپنی اہلیہ کی رحلت کے بعد ۱۹۴۴ء میں لڈے والہ (سرگودھا) منتقل ہو گئے، چناں چہ ڈاکٹر صاحب کی تعلیم کا آغاز سرگودھا ہی میں ہوا، جو ایم اے (اُردو) میں داخلے تک جاری رہا، تاہم سالِ اوّل کے آخر میں انھوں نے گورنمنٹ کالج، سرگودھا سے ''پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج'' میں مائیگریشن کروالی، جہاں سے ۱۹۶۶ء میں اوّل بہ درجۂ اوّل کام یاب ہوئے۔

۱۹۶۶ء سے جھنگ، چشتیاں، سرگوھا، لاہور، مری میں لیکچرر رہنے کے بعد اگست ۱۹۷۶ء میں اسسٹنٹ پروفیسر ہوگئے اور گورنمنٹ کالج، سرگودھا اور لاہور میں تعینات رہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں جامعہ پنجاب سے 'تصانیفِ اقبال کا تحقیقی اور توضیحی مطالعہ' کے عنوان سے پی ایچ۔ ڈی ۱۹۸۱ء میں کیا۔ ہاشمی صاحب ستمبر ۱۹۸۲ء میں ''پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج'' میں لیکچرر منتخب ہوئے، یکم اپریل ۲۰۰۱ء سے ۵ر جولائی ۲۰۰۱ء تک صدرِ شعبہ رہے، جہاں سے اپنی مدتِ ملازمت کے اختتام پر وہ بحیثیت پروفیسر اُردو سبک دوش ہوئے، تاہم مزید دو سال تک وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے اسی شعبے سے منسلک رہے۔

ملازمت سے سبک دوشی کے بعد کچھ عرصہ ''اقبال اکادمی''، پاکستان، لاہور سے بطور مشیر علمی و ادبی اور بطور رکن مجلس ادارت مجلّہ ''اقبالیات'' وابستہ رہے۔ آج کل ''پنجاب یونیورسٹی''، لاہور کے شعبۂ اقبالیات سے بطور ایچ ای سی ایمی ننٹ پروفیسر وابستہ ہیں۔

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تحقیق اور تصنیف و تالیف سے ہاشمی صاحب کے گہرے تعلق کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان کی متنوع علمی و ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ ۱۹۷۴ء سے تاحال جاری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو اقبالیات میں تخصص حاصل ہے اور ان کا شمار پاک و ہند کے اکابر ماہرینِ اقبالیات میں ہوتا ہے۔ ان کے اقبالیاتی سرمائے میں ''اقبال کی طویل نظمیں'' (۱۹۷۴ء)، ''کتب اقبالیات'' (۱۹۷۵ء) ''خطوطِ اقبال'' (۱۹۷۶ء)، ''اقبال بحیثیت شاعر'' (۱۹۷۷ء)، ''کتابیاتِ اقبال'' (۱۹۷۷ء)، ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' (۱۹۸۲ء)، ''اقبال شناسی اور جرنل ریسرچ'' (۱۹۸۹ء)، ''اقبال شناسی اور محور'' (۱۹۸۹ء)،

''اقبالیاتی جائزے'' (۱۹۹۰ء)، ''اقبالیات کے تین سال'' (۱۹۹۲ء)، ''علامہ اقبال: منتخب کتابیات'' (۱۹۹۳ء)، ''علامہ اقبال اور میرِ حجاز'' (۱۹۹۴ء)، ''تحقیق اقبالیات کے مآخذ'' (۱۹۹۶ء)، ''اقبال کا تصورِ جہاد'' (۱۹۹۹ء)، ''اقبالیات کے سو سال'' (۲۰۰۲ء) اور ''اقبالیات: تفہیم و تجزیہ'' (۲۰۰۵ء) بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔ اقبالیاتی کتابوں کی تلاش و جمع آوری کے سلسلے میں کسی ساعتِ مسعود میں ڈاکٹر ابنِ فرید سے ان کا رابطہ ہوا، پھر یہ رابطہ، قلمی دوستی اور بعد ازاں ایک گہرے تعلق میں تبدیل ہوگیا۔

ڈاکٹر ہاشمی کی تحریروں سے اقبالؒ کے علاوہ مولانا مودودیؒ سے بھی ایک گہرے قلبی اور فکری تعلق کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی چند تالیفات میں ''خطوطِ مودودیؒ''، جلد اوّل (۱۹۸۳ء)، ''خطوطِ مودودیؒ''، جلد دوم (۱۹۹۵ء)، ''تصانیفِ مودودیؒ: ایک اشاعتی اور کتابیاتی مطالعہ'' (۱۹۹۹ء)، ''سید ابوالاعلیٰ مودودی: ایک علمی وفکری مطالعہ'' (۲۰۰۶ء) شامل ہیں۔ جو انھوں نے اپنے دوست پروفیسر سلیم منصور خالد سے مل کر مرتب و تیار کی ہیں۔ ان کی دیگر علمی و ادبی اور تحقیقی وتنقیدی تصانیف و تالیفات میں ''سرور اور فسانہ عجائب'' (۱۹۷۵ء)، ''اصنافِ ادب'' (۱۹۷۶ء)، ''خطباتِ رسولؐ'' (۱۹۹۹ء)، ''مضامین فرحت اللہ بیگ'' (۱۹۹۹ء)، ''تفہیم و تجزیہ'' (۱۹۹۹ء)، ''ارمغانِ شیرانی'' (۲۰۰۲ء) اور دو سفر نامے بعنوان ''پوشیدہ تری خاک میں''، سفر نامہ اندلس (۲۰۰۲ء) اور... ''سورج کو ذرا دیکھ''، سفر نامہ جاپان (۲۰۰۷ء) شامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب بھارت، سعودی عرب، ترکی، جاپان، فرانس، اسپین، بلجیم اور جرمنی اور ہالینڈ کے علمی و ادبی دورے کر چکے ہیں۔ ان کی نگرانی میں پی ایچ۔ ڈی کے گیارہ، ایم فِل کے بیس اور ایم اے کی سطح کے پینتالیس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ انھیں جامعہ پنجاب سے ایم اے کے امتحان میں گولڈ میڈل، اسی بنیاد پر ''انجمن ترقی اُردو'' پاکستان، کراچی سے تمغائے بابائے اُردو، ڈاکٹریٹ کے مقالے پر پاکستان رائٹرز گلڈ کی طرف سے داؤد لٹریری پرائز، ۱۹۹۷ء میں بہترین سفر نامے پر نقوش ایوارڈ، جب کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے ۲۰۰۱ء میں بہترین یونیورسٹی استاد کا ایوارڈ عطا کیا گیا۔

ڈاکٹر ہاشمی ''اقبال اکادمی پاکستان'' کے تاحیات رکن؛ گورننگ باڈی اور ایگزیکٹو باڈی ''اقبال اکادمی'' پاکستان، بورڈ آف گورنرز ''بزم اقبال''، لاہور اور پاکستان رائٹرز گلڈ کے رکن ہیں؛ ''اقبال اکادمی'' پاکستان کے تحقیقی مجلّے ''اقبالیات''، اقبال اکیڈیمی، حیدرآباد دکن

(بھارت) کے تحقیقی جریدے ''اقبال ریویو'' شعبۂ اُردو پشاور یونیورسٹی کے تنقیدی مجلّے ''خیابان''، سندھ یونیورسٹی، جام شورو کے تحقیقی مجلّے ''تحقیق'' کی مجالسِ ادارت و مشاورت کے رکن ہیں۔

(۳)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام ڈاکٹر ابنِ فرید کے دست یاب خطوں میں سے پہلا مراسلہ ۳/فروری ۱۹۷۸ء کو لکھا گیا تھا، تاہم اس خط سے باہمی روابط کی قدامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مکتوب الیہ نے بتایا کہ ابن فرید سے رابطہ اس سے بھی بہت پہلے ہوا تھا، مگر کچھ خطوط ضائع ہو گئے۔ آخری خط ۲۶/جون ۲۰۰۰ء کا تحریر کردہ ہے۔

یہ خط کتابت محض دو افراد کے مابین نہیں، فقط دو ادیبوں کے درمیان بھی نہیں، بلکہ دو عالموں کے باہمی تعلقات کی آئینہ دار ہے۔ ان خطوط سے جہاں دو عالموں کے قلبی احساسات، ذہنی روّیوں، افکار و نظریات، علم و ادب سے ان کے تعلق کی نوعیت اور ان کے تصنیفی، تالیفی، تحقیقی اور تدریسی سفر کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے، وہیں بہت سی علمی، ادبی، دینی اور سماجی شخصیات کے بارے میں نہایت اہم معلومات بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ ان خطوط کے ذریعے سے پاک و ہند کی بعض اہم ترین کتب کے بارے میں مفید معلومات بھی فراہم ہوتی ہیں، چناں چہ تقریباً بائیس برس پر محیط ان خطوط کی مدد سے اُردو زبان و ادب کے مؤرخ کو اس دَور کی علمی و ادبی تاریخ مرتب کرنے میں مدد مل سکتی ہے؛ اور یہی بات ان خطوط کو مرتب کرنے کا باعث ہوئی ہے۔

ان خطوط کے بالاستیعاب مطالعے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ڈاکٹر ابنِ فرید کو کتاب سے عشق تھا۔ کتاب کا حصول ان کی زندگی کا ایک اہم مقصد رہا ہے۔ وہ اپنی دل چسپی کی کسی کتاب کے حصول کے لیے انتہائی کاوش کرتے اور بعض اوقات اپنے دوستوں کو زحمت دینے اور پھر اصرار کرنے سے بھی نہیں جھجکتے تھے۔ وہ اپنے دوستوں سے محض علمی و ادبی تعلق ہی نہیں رکھتے تھے، بلکہ ان کی کردار سازی، بالخصوص اسلامی ادب کے لیے ان کے علمی و عملی کردار کی ضرورت پر بھی بہت زور دیتے تھے۔ درحقیقت وہ ہندستان میں تحریکِ ادبِ اسلامی کو فعال کرنے اور پھر اس کی قیادت و رہنمائی کرنے والی ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔

ابنِ فرید میں ایک قسم کی علمی بے تابی اور حصولِ علم کے لیے بے قراری پائی جاتی تھی۔ شاید وہ اپنے خطوط کی نقول محفوظ نہیں رکھتے تھے، چناں چہ وہ ایک فرمائش کو بار بار دہراتے تھے۔ یہ بھول جاتے تھے کہ پہلے بھی فرمائش کر چکا ہوں۔ کبھی کتابوں کے نام قیاساً (غلط) لکھ جاتے تھے۔ مثال کے طور پر محمد حسن عسکری کی کتاب "وقت کی راگنی" کو بارہا "سریلی بانسری" لکھ گئے۔

اگرچہ اپنی کسی تحریر کے بارے میں تنقیدی کلمات کے لیے فرمائش معیوب سمجھی جاتی ہے، مگر یہ انسان کی ایک فطری کم زوری بھی ہے، چناں چہ ابنِ فرید بھی کبھی کبھی اپنے کسی مضمون یا کتاب پر تبصرے کے سلسلے میں اصرار کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے بعض نشری پروگراموں کے متعلق اپنے دوستوں کو بتاتے ہیں اور ان کے توسط سے دیگر احباب کو بھی مطلع کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

ان خطوط میں ڈاکٹر ابنِ فرید نے لاشعوری طور پر اپنی صحت کے بارے میں بھی بعض اہم اشارے کیے ہیں۔ یہ جزئیات ان کے سوانح نگار کے لیے بہت اہم ہیں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ ڈاکٹر ابنِ فرید کے ہاں بے باکی اور تنک مزاجی کے عناصر بعض اوقات بلند آہنگی اختیار کر لیتے ہیں، تاہم ان کے ہاں اسلوب کی شگفتگی اپنی موجودگی کا بھرپور احساس دلاتی ہے۔

جیسا کہ خطوط کے عکوس سے ظاہر ہوگا کہ ابنِ فرید پختہ نویس تھے۔ ان کی تحریر خوش نما ہے اور بآسانی پڑھی جا سکتی ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خطوط ہمیشہ بہ اطمینان اور جم کر لکھتے تھے۔ فی الحقیقت خطوط اور عکسِ تحریر بھی شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہے، تاہم یہ الگ موضوع ہے اور تفصیلی بحث کا متقاضی ہے، جس پر کسی آیندہ موقع پر گفتگو کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

(۴)

آیندہ صفحات میں ڈاکٹر ابنِ فرید کے اڑتالیس خطوط پیش کیے جا رہے ہیں، جو انھوں نے ۳/ فروری ۱۹۷۸ء سے ۲۶/ جون ۲۰۰۰ء کے درمیانی عرصے میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کے نام تحریر کیے۔

یہ مکاتیب زمانی اعتبار سے مرتب کیے گئے ہیں۔ وضاحت طلب امور اور مسائل کے لیے پاورقی حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ قاری کو مطالعے کے دوران زیرِ بحث نکات کی تفہیم میں آسانی رہے۔

چند خطوط کے عکس بھی دیے جا رہے ہیں، تا کہ قاری مکتوب نگار کی تحریر سے براہِ راست شناسا ہو سکے۔

حواشی کے ضمن میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے تعاون پر مرتب ان کا بے حد ممنون ہے۔ مرتب کے استفسارات پر وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مطلوبہ معلومات فراہم کرتے رہے۔

فہرستِ مکتوبات

۱۔	۳/فروری ۱۹۷۸ء	از علی گڑھ
۲۔	۹/اکتوبر ۱۹۷۸ء	از علی گڑھ
۳۔	۴/دسمبر ۱۹۷۸ء	از علی گڑھ
۴۔	۱۵/جنوری ۱۹۷۹ء	از علی گڑھ
۵۔	۸/مارچ ۱۹۷۹ء	از علی گڑھ
۶۔	۱۹/جون ۱۹۷۹ء	از علی گڑھ
۷۔	۲۶/ستمبر ۱۹۸۰ء	از علی گڑھ
۸۔	۱۴/دسمبر ۱۹۸۰ء	از علی گڑھ
۹۔	۲۴/فروری ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۰۔	۱۶/مارچ ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۱۔	۴/مئی ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۲۔	۲۷/جون + ۹/جولائی ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۳۔	۲۰/اگست ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۴۔	۲۵/اگست ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۵۔	۱۲/نومبر ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۶۔	۲۲/نومبر ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۷۔	۲/دسمبر ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ
۱۸۔	۷/دسمبر ۱۹۸۱ء	از علی گڑھ

۱۹۔	یکم جنوری ۱۹۸۲ء	از علی گڑھ
۲۰۔	۲۷/جولائی ۱۹۸۲ء	از علی گڑھ
۲۱۔	۱۳/اکتوبر+۱۶/اکتوبر ۱۹۸۲ء	از علی گڑھ
۲۲۔	۱۰/دسمبر ۱۹۸۲ء	از علی گڑھ
۲۳۔	۵/جنوری ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۲۴۔	۲۶/جنوری ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۲۵۔	۱۹/فروری ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۲۶۔	۵/مارچ ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۲۷۔	۳/اپریل ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۲۸۔	۳۰/مئی ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۲۹۔	یکم اگست ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۳۰۔	۱۳/اکتوبر ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۳۱۔	۱۲/نومبر ۱۹۸۳ء	از علی گڑھ
۳۲۔	۲۹/اپریل ۱۹۸۴ء	از علی گڑھ
۳۳۔	۲۹/ستمبر ۱۹۸۴ء	از جدہ
۳۴۔	۲۱/نومبر ۱۹۸۵ء	از جدہ
۳۵۔	۲۸/فروری ۱۹۸۷ء	از جدہ
۳۶۔	۳۰/جولائی ۱۹۸۸ء	از جدہ
۳۷۔	۶/مارچ ۱۹۸۹ء	از علی گڑھ
۳۸۔	۱۹/مئی ۱۹۸۹ء	از علی گڑھ
۳۹۔	۷/دسمبر ۱۹۸۹ء	از رام پور
۴۰۔	۲۲/فروری ۱۹۹۰ء	از رام پور
۴۱۔	۴/مارچ ۱۹۹۱ء	از رام پور
۴۲۔	۵/ستمبر ۱۹۹۲ء	از رام پور

۴۳۔	۲۳/جون۱۹۹۴ء	از رام پور
۴۴۔	۲۱/اپریل ۱۹۹۸ء	از رام پور
۴۵۔	۳/جون ۱۹۹۸ء	از رام پور
۴۶۔	۲۴/نومبر ۱۹۹۹ء	از رام پور
۴۷۔	۱۱/جنوری ۲۰۰۰ء	از رام پور
۴۸۔	۲۶/جون ۲۰۰۰ء	از رام پور

(۱)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

آپ کا خط اگست میں آیا تھا، اب جواب دے رہا ہوں۔ معذرت بھی کروں تو کس کام کی۔ آپ جس طرح چاہیں، درگذر فرمائیں۔ نومبر تک اپنے مرض کی وجہ سے تقریباً معذور سا رہا، کسی کے خط کا جواب دینا بھی بار سا محسوس ہوتا تھا۔ نومبر سے جلدی جلدی دو چار کام نپٹا دیے۔ اب پھر دل پکڑ کر بیٹھ گیا ہوں۔ پرسوں ڈاکٹر کو دکھایا تھا، اُس نے کہا کہ دل کی ایک دھڑکن فاضل بڑھ گئی ہے، جو تشویشناک بھی ہو سکتی ہے۔ اب دیکھیے، کیا ہوتا ہے۔ مَیں اس دھڑکن کو دبا لیتا ہوں یا وہ میرا قصہ تمام کر دیتی ہے۔ سوچا، اس کشاکش کے شباب پر آنے سے پہلے آپ کو چند سطریں ہی کیوں نہ لکھ ڈالوں۔

آپ کے مرسلہ خطوط میں تینوں مکتوب الیہ حضرات کو آپ کا لفافہ موصول ہوتے ہی ۱۸/اگست ۷۷ء کو ارسال کر دیے تھے۔ ''بیسویں صدی'' والوں نے لکھا تھا کہ انھوں نے آپ کو کتابیں ارسال کر دی ہیں!! اور آپ کو خط بھی لکھ دیا ہے۔ خیر، یہ باتیں اتنی پرانی ہو چکی ہیں کہ آپ ان کی تفصیل پڑھ کر بھی ہنسیں گے۔

مجھے شرمندگی کہ مَیں آپ کے ساتھ پوری طرح تعاون نہ کر سکا۔ مستقل چھ سات ماہ کی صحت کی ابتری نے بہت سے کام نہیں کرنے دیے تھے۔ پرسوں آلِ احمد سرور نے بتایا کہ آپ کا اقبالیات والا کام مکمل ہو کر شائع بھی ہو گیا۔ چلیے، اچھا ہوا۔[۱]

میرے مضامین کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ آپ کو ایک نسخہ ارسال کر رہا تھا، لیکن پھر ایک دم خیال آیا کہ اگر اس وقت آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو اسی پیکٹ میں ارسال کر دوں۔ جواباً مطلع کریں، تاکہ اپنی کتاب جلد از جلد آپ کی نذر کر سکوں۔ غلام حسین اظہر[۴] کو بھی کتاب آپ ہی کے پتے پر ارسال کر دوں گا، آپ انھیں بھیج دیجیے گا۔ مجھے ان کا پتا نہیں معلوم ہے۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۳ رفروری ۱۹۷۸ء

(۲)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

پہلے آپ کا مرسلہ بک پوسٹ لفافہ، جس میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار صاحب[۱] کے مضمون کا off print تھا، اس کے بعد کتابوں کا پیکٹ موصول ہوا، جس میں تین کتابیں ۱۔ اوراقِ گم گشتہ، ۲۔ اقبال اور دوسرے شاعر ۳۔ Speeches, Statements & Writings of Iqbal تھیں، شکریہ قبول فرمایئے، لیکن آپ کا کوئی خط موصول نہیں ہوا، کیا بات ہے؟

ڈاکٹر ذوالفقار صاحب کا مضمون پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ اسے Sociology سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ اس طرح اقبال کے عمرانی تصور پر میرا ہی مضمون اوّلیت کا مستحق ہے۔[۲] اب اس سے ایک مسئلہ اَور پیدا ہوتا ہے۔ مَیں نے شیروانی صاحب کے مرتبہ انگریزی مجموعے میں اقبال کے مقالہ Islam as a Moral and Political Ideal کا مطالعہ کیا، یہ وہ مقالہ نہیں ہے، جس کا ترجمہ مولانا ظفر علی خاں نے ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے عنوان سے کیا تھا اور جس کا حوالہ عبدالواحد صاحب نے Islam as A Moral and Political Ideal کے طور پر دیا تھا۔ یا تو یہ حوالہ غلط ہے یا اس مضمون کا انگریزی متن کسی مجموعہ میں شامل نہیں ہے۔ علی گڑھ میں جہاں یہ ۱۹۱۰ء میں پہلی بار پڑھا گیا، دستیاب نہیں ہے۔ مجھے اس کے انگریزی متن کی ضرورت ہے، آپ توجہ فرمائیں اور میری مشکل آسان کر دیں، مَیں اس سلسلہ میں کچھ آگے کا کام کرنا چاہتا ہوں۔[۳]

اس خط کے ساتھ ہی کتابوں کا ایک پیکٹ بھی ارسال کر رہا ہوں، جس میں مندرجہ ذیل کتب ہیں: ا۔تلمیحات و تشبیہاتِ اقبال، ۲۔اقبال کی کہانی: کچھ ان کی اور کچھ میری زبانی، ۳۔ اقبال کی تلاش، ۴۔ اقبال: فن اور فلسفہ، ۵۔انتخابِ اقبال، ۶۔ منظوماتِ اقبال، ۷۔Iqbal: A Chronology of His Life & Works ، ۸۔ساقی نامہ، ۹۔تصویرِ درد، ۱۰۔شمع و شاعر، ۱۱۔ بچوں کے اقبال۔

خط اور کتابوں کی وصول یابی سے مطلع کیجیے گا۔ان میں سے بعض کتابیں اب دستیاب نہیں ہیں۔ کچھ اَور کتابوں کی تلاش میں ہوں، مل گئیں تو ارسال کروں گا۔

گذشتہ خط میں مَیں نے دو اَور کتابوں کا تقاضا کیا تھا، شاید آپ کو یاد ہوں۔ ایک ''گفتارِ اقبال'' تھی اور دوسرا ''سیّارہ'' کا [عبدالعزیز] خالد نمبر۔ ان میں سے جو بھی مل جائے، ارسال کرنے کی زحمت گوارا کریں۔

خواجہ منظور حسین کی کتاب پڑھ کر قلق ہوا۔ یہ تو کتاب بھی نہیں ہے اور اس پر طرّہ یہ کہ بے حد مہنگی ہے۔

مَیں ۲۲/اکتوبر کی شب میں ساڑھے نو بجے (ہندوستانی وقت) اس سہ ماہی کے رسائل پر تبصرہ کر رہا ہوں۔ یہ پروگرام اُردو سروس کے میڈیم ویو پر ۴۲۲ء۵ سے اور شارٹ ویو پر ۹۱ء۰۵ سے نشر ہوگا۔ وزیر آغا صاحب اور دوسرے احبابِ سرگودھا کو بھی بتا دیجیے گا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۹/اکتوبر ۱۹۷۸ء

(۳)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

آپ کا خط مجھے کافی عرصہ ہوا، موصول ہوا تھا۔ اس کے بعد مَیں نے آپ کو ایک خط لکھا تھا، جس میں آپ کی مرسلہ تینوں کتابوں کے وصول ہونے کی اطلاع دی تھی اور اس کے

ساتھ ہی ایک پیکٹ کتابوں کا ارسال کیا تھا، یہ خط اور پیکٹ میرے شاگرد نے آپ کو لاہور سے پوسٹ کیا تھا۔ آپ نے اب تک ان کتابوں کی رسید سے مطلع نہیں کیا، جب کہ یہ سب کچھ آپ کو ۱۷ اکتوبر تک مِل جانا چاہیے تھا۔ عدم جواب کی وجہ سے تشویش پیدا ہوگئی ہے، جواباً فوراً مطلع کریں۔

مَیں نے اس درمیان دو ایک کتابیں اَور جمع کر لی ہیں، سوچتا ہوں کہ دو چار اَور جمع ہو جائیں تو آپ کو ارسال کروں، لیکن اس سے قبل مجھے گذشتہ پیکٹ کی وصولی کی اطلاع مِل جائے تو اطمینان ہو۔

''کتابیاتِ اقبال'' [1] پر مَیں نے تبصرہ کر دیا ہے۔ یہ شاید جنوری فروری ۷۹[۱۹]ء میں شائع ہو۔ تبصرہ جب بھی شائع ہوگا، متعلقہ شمارہ آپ کو ارسال کر دوں گا۔

بی اے ڈار صاحب نے اقبال کے خطوط کا جو مجموعہ [2] تیار کیا ہے، اگر شائع ہو گیا ہو تو ضرور ارسال کریں۔ مَیں اس کے لیے چشم بہ راہ ہوں گا۔

مَیں نے اپنے گذشتہ خط میں آپ کو لکھا تھا کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے اقبال کی جس تقریر کا ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے عنوان سے اُردو میں ترجمہ کیا تھا، اس کا اصل انگریزی متن مجھے چاہیے۔ لطیف احمد شروانی کے مجموعہ میں بھی یہ انگریزی تقریر یا مقالہ نہیں ہے۔ مَیں اقبال پر انگریزی میں ایک مضمون لکھنا چاہتا ہوں، اس کے لیے اصل متن کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ متن یہاں دستیاب نہیں ہے۔ آپ زحمت کر کے وہاں پتا لگائیں۔ اگر مِل جائے تو اس کی نقل (فوٹو کاپی) ارسال کریں، شکر گزار ہوں گا۔ [3]

''اوراق'' کے حالیہ شمارہ میں آپ نے میرا مضمون 'اقبال کا عمرانی تصور' ملاحظہ کیا ہو گا۔ اس کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کیجیے۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ کچھ دوسروں کے خطوط کی نامہ بری بھی کر دیں، شکریہ۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۴؍ دسمبر ۱۹۷۸ء

باسمہ تعالیٰ

Hafeez Manzil,
Marris Road,
Aligarh-202 001

برادرم - السلام علیکم -

اپنے مضامین کا مجموعہ [۱]، نوادرِ اقبال [۲] اور Iqbal & [۳]
Sri Aurobindo بذریعہ بک پوسٹ دو تین دن میں ارسال کر دوں - آخر الذکر کتاب حاصل کرنے میں
قدرے دشواری ہو رہی ہے۔ آپ ہی کے پیکٹ میں غلام حسین ذوالفقار صاحب کے لئے بھی اپنا مجموعۂ مضامین بھیج رہا
ہوں، انھیں ارسال کر دیجیے گا، اور میری طرف سے شکریہ بھی۔ بھائی ایسی بھی کیا بے رخی! آپ کی حقیقۃ
مطلوبہ کتب بھی بھیج دوں گا مگر رفتہ رفتہ!

مجھے اقبال کے سلسلے میں کسی کی لکھی ہوئی کتاب پڑھنا ہے، کیونکہ اقبال صدی میں لوگوں نے اقبال
فہمی کی کوشش نہیں کی ہے، اقبال پر اپنا احسان اور لکھنے کی زیادہ فکر کی ہے۔ اگر اقبال کے انگریزی مضامین
کا مجموعہ شائع ہو گیا ہو، یا اقبال کے ملفوظات، خطوط کا کوئی نیا مجموعہ، یا ایسی کوئی چیز شائع ہوئی
ہو تو ضرور ارسال فرمائیے۔ میں اقبال کو اقبال ہی کے ذریعہ سمجھنا اور انھیں کے ذریعہ سمجھانا چاہتا ہوں۔
آپ جانتے ہیں مجھے بدذوقی پسند نہیں لیکن مجھے یوسف حسین خاں اور اسلوب احمد انصاری وغیرہ کی کتابیں اپیل نہیں
کرتی ہیں۔ سنا ہے خواجہ منظور حسین کی کوئی کتاب حال میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا بیان بہت جرأت مندانہ ہے۔ ۱-
۲، ۳- میں بھی اس کے مطالعہ کا متمنی ہوں۔ سلیم احمد کی دو کتابیں ۲؎ غالب کون ہے ۳؎ ادھوری جدیدیت
بھی اس کے ساتھ بھیج دیں۔

۴- میرا ایک قرض آپ پر پہلے سے ہے۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ ستارہ کا "خالد نمبر مع ضمیمہ"
مجھے عنایت فرمائیں گے۔ میں اس کا اب تک منتظر ہوں، امید ہے کہ آپ فوری توجہ فرمائیں گے۔

۵- "کتابیاتِ اقبال" ضرور ارسال کریں۔ یہ میرے لئے رہنما ہوگی۔

امید ہے کہ آپ مذکورہ کتب جلد ارسال فرما دیں گے۔
خدا کرے آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام
ابن فرید

علی گڑھ - ۳ر مئی ۱۹۷۸ء

بشکریہ احباب: رفیع الدین ہاشمی صاحب

(۴)

باسمہ تعالیٰ

برادرم! السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا تھا۔[آلِ احمد] سرور صاحب کو یہیں علی گڑھ میں خط پہنچوا دیا تھا۔ عبداللطیف اعظمی صاحب[۱] کو خط دہلی بھیج دیا ہے۔ سرور کو نہ معلوم کیوں یہ شبہ ہو گیا ہے کہ آپ نے اس کے لیے کتابیں بھی مجھے بھیجی ہیں اور مَیں انھیں نہیں دے رہا ہوں۔ دو مرتبہ انھوں نے اپنے پیادے میرے پاس بھیجے ہیں، دونوں بار مَیں نے وضاحت کر دی، مگر شاید انھیں یقین نہیں آ رہا ہے۔ عجب گھامڑ آدمی ہیں۔

اس پورے حوالہ سے ملتِ بیضا والا معاملہ حل نہیں ہوتا۔ ممکن ہے، میری کوشش کبھی کہیں رنگ لائے اور مَیں اصل متن بھی ڈھونڈ نکالوں، ورنہ پھر مَیں اس کام کو دوسرے رُخ پر موڑ دوں گا۔

مَیں نے شاید گذشتہ خط میں آپ کو لکھا تھا، یا شاید نہ لکھا ہو، اگر آپ نے میرے مضامین کا مجموعہ پڑھ ڈالا ہو تو کسی رسالہ میں اس پر تبصرہ کر ڈالیے۔

علی گڑھ سے ایک رسالہ ''الفاظ'' شائع ہوتا ہے۔ شاید آپ کی نظر سے گزرا ہو۔ اس کے مالک[۲] مجھ سے خلوص برتتے ہیں۔ وہ پاکستان کچھ لوگوں کو رسالہ بھیجتے ہیں، لیکن عام طور سے شکایت یہ آتی ہے کہ رسالہ نہیں پہنچا۔ اولاً رسالہ اعزازی جاتا ہے، ثانیاً ڈاک خرچ، پھر بھی شکایت! اس سے وہ پریشان ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہاں اگر مَیں کسی صاحب کو آمادہ کر لوں کہ پرچہ کے سب نسخے اُن کو ہر اشاعت پر بھیج دیے جایا کریں اور وہ وہاں سے پوسٹ کر دیا کریں تو اس زحمت کے اعتراف کے طور پر وہ انھیں ان کی پسند کی کتابیں بھیج دیا کریں گے۔ ان تمام اعزازی پرچوں کی تعداد شاید بیس پچیس ہو۔ میرا ذہن اس سلسلہ میں آپ کی طرف گیا۔ اگر آپ یہ زحمت گوارا کرنا منظور کر لیں تو پرچہ بذریعہ رجسٹری آپ کو بھیج دیا جایا کرے۔ اپنے ارادے سے اگر آپ بواپسی ڈاک مطلع کریں تو نوازش ہو گی۔[۳]

مَیں نے آپ کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں اب تک جمع کی ہیں:

۱۔ اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ (ساحل احمد)، ۲۔ نذرِ اقبال (عقیل الرحمٰن عقیل)، ۳۔ نذرِ اقبال (شرافت اللہ)، ۴۔ اقبال (ڈاکٹر اختر اورینوی)، ۵۔ اقبال کا فلسفۂ حیات و شاعری (قاضی محمد عدیل عباسی)، ۶۔ اقبال کے نثری افکار (عبدالغفار شکیل)، ۷۔ اسرارِ اقبال (حسین مہدی رضوی)، ۸۔ Selection from Ghalib and Iqbal (K.N.Sud)۔

مَیں یہ سب کتابیں آپ کو روانہ کر چکا ہوں، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی کتاب آپ کے پاس پہلے سے ہو، اس لیے اب آپ کی تصدیق چاہیے۔ یہاں تین یا شاید چار کتابیں ڈاکٹر محمد عمر خاں۴ کی اقبال پر مل رہی ہیں، اگر یہ آپ کے پاس نہ ہوں تو لکھیے، مَیں انھیں بھی ارسال کر دوں۔ ایک کتاب اسرار احمد کی ''اقبال: فلسفہ وافکار میں انقلاب'' یا اس کے ملتے جلتے عنوان کی بھی بازار میں موجود ہے۔ مجھے خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ کتاب مَیں آپ کو پچھلے پیکٹ میں ارسال کر چکا ہوں۔ اگر یہ محض غلط فہمی ہے تو مطلع کریں، تاکہ اسے بھی حاصل کرلوں۔

''گفتارِ اقبال'' ضرور بھیج دیجیے گا، لیکن سلیم احمد کی کتاب ''اقبال: ایک شاعر'' میرے بھائی نے مجھے کراچی سے بھیجی ہے، امید ہے کہ اِن شاء اللہ چند دنوں میں آ جائے گی، اس لیے اس کے بجائے شمیم احمد کے مضامین کا مجموعہ بھیج دیجیے۔۵ جیلانی کامران کی آج کل بہت تعریف سن رہا ہوں، کیا ان کی کوئی کتاب بھی شائع ہوئی ہے؟ ایک یا دو، جو کتابیں ہوں، وہ ان کی بھی بھیج دیجیے گا۔۶

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ آپ کی صحت کی خرابی کے بارے میں علم ہو کر افسوس ہوا۔ امید ہے کہ ماشاء اللہ اب آپ بالکل صحت مند ہوں گے۔ مَیں آج کل موسم کی وجہ سے Coronary Trouble میں مبتلا ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

۶:Stray Reflections

مَیں نے ابھی ایک کتاب ''ہمارے اقبال'' (بچوں کے لیے) پریس میں دے دی ہے، چھپنے پر ارسال کروں گا۔

پروفیسر سلیم اختر صاحب ۸ کے نام خط آپ کے لفافہ میں ارسال کر رہا ہوں، اس پر پتا بھی لکھا ہے، انھیں ارسال کر دیں، شکریہ۔

بھائی! مَیں نے آپ کو لکھا تھا کہ ''سیارہ'' کا اقبال نمبر بھیج دیجیے۔ آپ نے شاید فضل مِنَ اللہ صاحب ۹ کو ٹیلی فون کر دیا یا خط لکھ دیا۔ سارا معاملہ دفتری ہو گیا۔ نہ اقبال نمبر ملا اور نہ ''سیارہ'' کا [عبدالعزیز] خالد نمبر؛ البتہ انھوں نے اپنے نام کی رعایت سے اللہ تعالیٰ والا

طریقہ اختیار کرلیا، یعنی سارا قصور بندے کا اور ہم سے فقط وعدۂ حور وقصور! پس صاحب! اگر آپ بھیج سکیں تو بھیج دیجیے، ورنہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد، اور' سیاروں' سے آگے جہاں اُور بھی ہیں۔

[غالباً جنوری فروری ۱۹۷۹ء]

(۵)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم۔

آپ کا خط مع تین کتابوں کے موصول ہوا، سراپا سپاس ہوں۔ ڈاکٹر عقیل صاحب۱ کو شکریے کا خط الگ لکھ رہا ہوں، انھیں ارسال کر دیجیے گا۔ جیلانی کامران کی کتاب میں، مَیں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا حوالہ بہت تلاش کیا، مگر نہ مِلا۔۲ شمیم حنفی۳ کو یقین ہے کہ وہ مرزائی نہیں ہیں۔ ذرا تحقیق کی ضرورت ہے۔ ویسے اُردو کے اہم مصنفوں میں ڈاکٹر اختر اورینوی۴، جن کی ایک کتاب ارسال بھی کر رہا ہوں، قادیانی یا مرزائی تھے۔ انتقال کے بعد حسبِ وصیت قادیان میں دفن ہوئے، لیکن گفتگو اور ادب میں ان کے یہاں مرزائیت کی جھلک کبھی نظر نہ آئی۔

''سیارہ'' کا اقبال نمبر میرے خسر صاحب اپنے ساتھ لے آئے ہیں، ان کو نعیم صدیقی صاحب۵ نے دیا تھا، اب صرف ''سیارہ'' کے خالد نمبر کی ضرورت باقی رہ گئی ہے۔ (آپ کا مرسلہ اقبال نمبر (سیارہ) مجھے موصول نہیں ہوا۔۱۹/۶/۷۹)

الفاظ کا پیکٹ ارسال کر رہا ہوں۔ ہر پیکٹ پر پتا تحریر ہے۔ یہ پتے اپنے پاس بھی محفوظ کرلیں۔ جہاں تک ممکن ہوسکے، پرچے دستی بھجوادیں، جیسے لاہور کے پرچے؛ باقی ڈاک سے ارسال کر دیں۔ اس مَد کا حساب جب بھی کبھی آپ لکھیں، تو دستی خط میں ہی لکھیں، ڈاک سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تازہ شمارہ میں ''کتابیاتِ اقبال'' پر تبصرہ شامل ہے۔ امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گا۔ ''مَیں ، ہم اور ادب'' پر تبصرے کے ارادے کا پیشگی شکریہ۔۶

(اسد یار خاں صاحب خود پاکستان جارہے ہیں، اس لیے شاید وہ پرچے خود ارسال کر دیں۔ کتابیں بھی انھیں کی معرفت ارسال کر رہا ہوں۔۱۹/۶/۷۹)

"الفاظ" کے پیکٹ کے علاوہ فی الوقت انیس عدد کتابیں اور ایک رسالہ آپ کو بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ ان کی رسید سے آپ ضرور مطلع فرمائیں گے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ Selection from Ghalib and Iqbal [K.N.Sud] ۲۔ اُردو ترجمہ اسرارِ خودی (ڈاکٹر سید حامد حسین)، ۳۔ اقبال کا فلسفہ حیات و شاعری (قاضی محمد عدیل عباسی)، ۴۔ روحِ اسلام: اقبال کی نظر میں (ڈاکٹر غلام عمر خاں)، ۵۔ اقبال کا تصورِ عشق (ڈاکٹر غلام عمر خاں)، ۶۔ اقبال (اختر اوربنوی)، ۷۔ نذرِ اقبال (شرافت اللہ)، ۸۔ نذرِ اقبال (عقیل الرحمٰن عقیل)، ۹۔ فہم اقبال (شمیم طارق)، ۱۰۔ فکر اقبال کا تدریجی انقلاب (سردار احمد، علیگ)، ۱۱۔ اقبال اور کشمیر (جگن ناتھ آزاد)، ۱۲۔ اقبال کی کہانی (جگن ناتھ آزاد)، ۱۳۔ اقبال اور اس کا عہد (جگن ناتھ آزاد)، ۱۴۔ اقبال: روشنی کی جمالیات (شکیل الرحمٰن)، ۱۵۔ اسرارِ اقبال (حسین مہدی رضوی)، ۱۶۔ اقبال کے نثری افکار (عبدالغفار شکیل)، ۱۷۔ اقبال شناسی (علی سردار جعفری)، ۱۸۔ نقوشِ اقبال (ابوالحسن ندوی)، ۱۹۔ اقبال کے ابتدائی افکار (عبدالحق)، ۲۰۔ وقار (میگزین) (مرتب: عبید صدیقی)۔

اقبال پر جتنی کتابیں علی گڑھ میں دستیاب ہو سکتی تھیں، وہ سب مَیں آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اب جو اِکا دُکا کتابیں مِلیں گی، وہ بھیجتا رہوں گا۔ فہرست میرے لیے رکھنا مشکل ہو گا۔ یہ کام آپ ہی کریں، مجھے ضرورت پڑے گی تو دریافت کر لیا کروں گا۔ (اقبال پر کچھ اَور کتابیں بازار میں آ گئی ہیں، وہ بعد میں ارسال کروں گا۔ ۱۹/۶/۷۹)

۱۔ جیلانی کامران کے مضامین کا مجموعہ ضرور ارسال کریں۔ (جیلانی کامران کی اقبال پر کتاب ۷ موصول ہو گئی، البتہ ان کی دوسری کتابیں مطلوب ہیں۔ ۱۹/۶/۷۹)

۲۔ شمیم احمد کے مضامین کا مجموعہ بھی بھیج دیں۔ ("۲+۲=۵" موصول ہو گئی۔)

۳۔ فتح محمد ملک، مظفر علی سید، سجاد باقر رضوی اور نظیر صدیقی کے مضامین کے مجموعے یا کتابیں بھی حاصل کر لیں۔ (مؤخر الذکر کا پہلا مجموعہ مضامین میرے پاس ہے۔)

۴۔ "ادبیاتِ مودودیؒ"، مرتبہ خورشید احمد مطلوب ہے۔

۵۔ سنا ہے، وہاں سے کتاب کی شکل میں کوئی رسالہ "محراب" ۸ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ شائع ہو چکا ہے اور دوسرا شائع ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ عسکری مرحوم کا تیسرا مجموعہ مضامین شاید "سریلی بانسری" کے نام سے شائع کرنا چاہتے ہیں یا کر چکے ہیں، یہ دونوں شمارے اور کتاب مطلوب ہے۔ ۹

۶۔ممتاز شیریں کے مضامین کا مجموعہ بھی ایک زمانے میں شائع ہوا تھا، اگر یہ مِل جائے تو کیا کہنے ہیں۔۱۰

اس پوری تفصیل سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میرے سامنے اپنی چوتھی کتاب کی تیاری کا منصوبہ ہے، جسے مَیں جلد پورا کرنا چاہتا ہوں، اس لیے یہ سب کچھ میرے لیے بے حد ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ اس کام میں آپ میری مدد فرمائیں گے۔ آپ کے تعاون کا شکریہ اور زحمت دہی کی معذرت پہلے ہی پیش کیے دے رہا ہوں۔

باتوں باتوں میں کام کی بات بھولے ہی جا رہا تھا، ''اقبال کی طویل نظمیں'' کے بارے میں، مَیں نے آپ کو لکھا تھا کہ اس میں 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' پر مضمون کی کمی باقی رہ گئی ہے۔ اس کمی کو اگر آپ پورا کر دیں تو ایک ہندوستانی اڈیشن یہاں سے شائع کرا دیا جائے، جو خوش معاملگی کا معاملہ ہو گا۔۱۱

فضل مِنَ اللہ صاحب کے سلسلے میں، مَیں نے جو کچھ آپ کو لکھا، اس سے آپ محظوظ ہوئے، لیکن جو کچھ انھیں لکھا، اس کا مطلب انھوں نے خالص جاٹوں والے انداز میں سمجھا اور ناراض ہو گئے۔ ان کو منانے کے لیے ایک مضمون ارسال کر رہا ہوں۔ کاش! مَیں ان کے لیے کوئی ایسا مضمون بھی لکھ سکتا، جس کا عنوان 'کھوا اور کھاٹ' ہوتا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ پرسانِ حال سے سلام علیک کہیے۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۸؍ مارچ ۱۹۷۹ء

(۶)

برادرم! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۵؍ اپریل بھی مجھے موصول ہو گیا تھا۔ کفایت اللہ صاحب۱ کی معرفت آپ نے جو کتابیں ارسال کی تھیں، وہ بھی مِل گئی تھیں۔ انھیں کی معرفت مَیں نے آپ کو کتابیں ارسال کرنی چاہی تھیں، لیکن جن صاحب کو کتابیں مالیر کوٹلہ تک لے جانی تھیں، انھوں نے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک پیکٹ اپنے پاس رکھنے کے بعد واپس

کر دیا۔ اب اسد یار خاں صاحب خود کراچی جا رہے ہیں تو انھیں کی معرفت کتابیں ارسال کر رہا ہوں۔ اس درمیان اقبال پر پانچ سات اَور کتابیں آ گئی ہیں، وہ بعد میں ارسال کروں گا۔

کفایت اللہ صاحب کا خط انھیں ارسال کر رہا ہوں۔

''کلیاتِ اقبال''، ''اُردو ادب کی تاریخ'' اور ''فسانۂ عجائب'' کے لیے اسد یار خاں صاحب سے کہہ دے رہا ہوں۔ اگر وہ لے جا سکے تو ضرور لے جائیں گے۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۹؍ جون ۱۹۷۹ء

مکرر:

اگر اقبال پر ''اوراقِ گم گشتہ'' اور ''گفتارِ اقبال'' کی نوعیت کی کوئی اَور کتاب دستیاب ہو تو ارسال کیجیے گا۔ ڈار صاحب کا مجموعہ ''مضامین و تقاریر اقبال'' (انگریزی) اگر چھپ گیا ہو تو اسے بھی ارسال کر دیں۔[۲]

(۷)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مِلا۔ کتابوں کی موصولی کی خبر سے اطمینان ہوا۔ کفایت اللہ صاحب کو خط دوسرے ہی دِن ارسال کر دیا تھا۔

آپ نے لکھا ہے کہ مَیں نے جن کتابوں کے بارے میں لکھا ہے، وہ سب آؤٹ آف پرنٹ ہیں۔ تعجب ہے! مَیں نے اپنے گذشتہ خط میں جن چند کتابوں کے نام لکھے ہیں، وہ تو ابھی حال ہی میں شائع ہوئی ہیں۔

اگر ممکن ہو سکے تو محمد حسن عسکری کی کتاب ''وقت کی راگنی'' اور ''ماہِ نو'' کے اقبال نمبر، حسن عسکری نمبر اور وقار عظیم نمبر ارسال کر دیں۔ عسکری صاحب کی کتاب ابھی چند ماہ ہوئے، شائع ہوئی ہے۔ اسی طرح ان نمبروں کی موجودگی کی اطلاع مئی ۱۹۸۰ء کے شمارے میں دی گئی ہے۔ اگر کسی وجہ سے آپ یہ کتاب اور مطلوبہ نمبر نہ بھیج سکتے ہوں تو کم از کم مطلع ضرور کر دیں۔

آپ کے پی ایچ۔ ڈی کے مقالہ کے جمع ہونے کی خبر سن کر مسرت ہوئی۔ خدا کرے، آپ کام یاب ہوں اور جلد ڈاکٹریٹ کی ڈگری آپ کو تفویض کی جائے۔ آمین۔
امید ہے کہ آپ بفضلہٖ مع الخیر ہوں گے۔

والسلام
ابنِ فرید
علی گڑھ، ۲۶ر ستمبر ۱۹۸۰ء

(۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم! السلام علیکم

اس درمیان آپ کے تین خطوط موصول ہوئے اور رسائل بھی۔ یہ خبر میرے لیے انتہائی مسرت بخش ہے [کہ] آپ کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ مکمل ہو چکا ہے اور آپ نے جمع کر دیا ہے۔ خدا کرے، یہ خبر بھی جلد ہی سنوں کہ آپ نے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کر لی ہے، آمین۔

آپ نے اپنے تیسرے خط میں لکھا ہے کہ آپ ''وقت کی راگنی'' ارسال کر رہے ہیں، لیکن مجھے اس کے بجائے ''ماہِ نو'' کے تین شمارے (اقبال نمبر، عسکری نمبر، وقار عظیم نمبر) موصول ہوئے۔ کیا کوئی سہو ہو گئی ہے؟ گمان یہی ہوتا ہے، کیوں کہ آپ نے ''ماہِ نو'' کے ارسال کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے، صرف 'اگر' کی شرط لگائی ہے۔ بہر حال اب آپ فوری طور پر یہ کتاب اور دو اَور کتابیں ارسال کر دیں:

۱۔ ''وقت کی راگنی'' (محمد حسن عسکری) ۲۔ ''جدیدیت یا مغربی گمراہیوں کی تاریخ کا خاکہ'' (محمد حسن عسکری) ۳۔ ''نثری نظم کی تحریک'' (مخدوم منور) (مطبوعہ ایم ایم پبلی کیشنز، کراچی)

مَیں نے عرصہ ہوا، آپ کو لکھا تھا کہ ۱۔ ''ابنِ رشد کا فلسفۂ جمالیات اور کتاب الشعر'' (مجیب الرحمٰن) اور ۲۔ ''ابو بشر متیٰ کی کتاب الشعر'' (مجیب الرحمٰن) (مطبوعہ مطبع فلسفہ و ادبِ شرقیہ، لاہور) ارسال کر دیں، کیا یہ کتابیں نہیں مل رہی ہیں؟ اگر یہ دو کتابیں نہ مل رہی ہوں تو مذکورہ بالا تینوں کتابیں فوراً ارسال کر دیں، مجھے فوری ضرورت ہے، عسکری پر میرا مضمون رُکا پڑا ہے۔

میرے مضامین کا دوسرا مجموعہ چند ہفتوں میں پریس سے آنے والا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اقبال پر دو تین کتابیں اَور بھی ارسال کروں گا۔

خوشی ہوئی کہ آپ لاہور آ گئے۔[1] اب کچھ اسلامی ادب کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس میں دوبارہ زندگی کی روح پھونکیں۔ ''سیارہ'' کو کچھ اَور سنوارنے کی ضرورت ہے۔

سلیم اختر صاحب سے آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟ اگر راہ و رسم ہو تو کہیے گا کہ مَیں اُن کو دو تین خطوط لکھ چکا ہوں، لیکن ان کے جواب سے محروم رہا ہوں۔[2] یہ اس وجہ سے بھی لکھ رہا ہوں کہ لاہور میں دو تین کتابیں بھیجنی ہیں، ایک آپ کو، ایک ڈاکٹر وحید قریشی کو اور ایک ڈاکٹر سلیم اختر صاحب کو۔

میری خواہش یہ ہے کہ اس بار جب میرے مضامین کا دوسرا مجموعہ آپ کو موصول ہو تو آپ دونوں مجموعوں پر تنقیدی مقالہ تحریر کریں، تاکہ مجھے اپنی قلم فرسائی کے بارے میں غیر جانب دارانہ رائے معلوم ہو سکے۔

مجھے سلیم احمد[3] (کراچی)، ابوالخطیب[4] (لندن)، نیر بانو (سیال کوٹ) اور ان کی بیٹی سلمٰی یاسمین نجمی کے پتے مطلوب ہیں۔ امید ہے کہ آپ زحمت کریں گے۔

دوسرا خط نصر مِن اللہ فتح قریب صاحب[5] کو دے دیجیے گا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۰ء

(۹)

باسم تعالےٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کی علالت کے بارے میں علم ہو کر شدید فکری مندی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے، آمین۔ اپنی خیریت سے جلد مطلع فرمایئے گا، تاکہ صحت کی خبر سے سکونِ خاطر ہو۔ امید ہے کہ آپ بھولیں گے نہیں۔

عبدالحق صاحب کو مَیں نے آپ کا خط بھیج دیا ہے، لیکن نتیجہ معلوم ہے۔ آپ نے ایسے شخص کو امین بنایا، جو رہزن بن گیا۔ ''ماہِ نو'' کے شمارے اور آپ کا خط ملتے ہی مَیں نے انھیں لکھا کہ بھائی ''وقت کی راگنی'' بھی ارسال کر دیجیے تو جواب آیا کہ 'صاحب! وہ تو میرے کتابوں کے بنڈل اور بہت ہی قیمتی کمبل کے ساتھ لاہور اسٹیشن پر گم ہو گئی۔ اس سانحہ کی اطلاع مَیں نے ہاشمی صاحب کو بھی دے دی ہے۔' یوں کہیے کہ یہ 'اُردو ماسٹر بھی بن گیا رقیب اپنا'۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ وہ کتاب ہڑپ کر لی گئی اور اب اس کے وصول ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ مَیں تو صبر کر ہی چکا ہوں، آپ بھی غم کھالیں تو اچھا ہے، البتہ زحمت کر کے اسے دوبارہ حاصل کر کے روانہ کریں۔ آپ نے جن کتب فروش دوست کو ہدایت کی تھی، انھوں نے بھی کوئی پیکٹ ارسال نہیں کیا ہے۔ اب مہربانی کر کے آپ مذکورہ تینوں کتابیں، یعنی ''وقت کی راگنی''، ''جدیدیت'' (از محمد حسن عسکری) اور ''نثری نظم کی تحریک'' ارسال کرا دیں، کرم ہو گا۔

مَیں نے اس درمیان آپ کے لیے اقبال پر چار پانچ عدد چھوٹی چھوٹی کتابیں خرید لی ہیں۔ دسمبر کے اوائل میں ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب[1] نے بتایا تھا کہ ڈیڑھ دو ماہ میں ان کی کتاب اقبال پر آ رہی ہے، جو کافی ضخیم ہو گی۔ اس کے علاوہ ایک کتاب کسی عمر حیات صاحب[2] نے لکھی ہے، اس کے بارے میں بھی معلومات کر رہا ہوں۔ بہر حال اِن شاء اللہ جلد ہی یہ ساتوں کتابیں اور ان کے ساتھ اپنا تنقیدی مجموعہ ''چہرہ پس چہرہ'' ارسال کروں گا۔ اِن شاء اللہ۔

آپ کے مختصر مضمون کو فضل مِن اللہ صاحب نے ''سیارہ'' میں تبصرہ کے طور پر شائع کیا ہے۔[3] رسالہ مجھے گذشتہ ماہ موصول ہو گیا تھا۔ آپ کے خلوص کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ تبصرہ میں آپ نے میری اتنی تعریف کر دی ہے کہ مَیں آپ کی تعریف کرتے جھجک محسوس کر رہا ہوں کہ یہ خود ایک معنی میں میری اپنی تعریف ہو گی۔

سلیم اختر صاحب اور وزیر آغا صاحب[4] کی جنگوں کی گھن گرج یہاں تک محسوس ہوتی ہے۔ انور سدید صاحب کے تبصروں، اُردو زبان کے مضامین اور ریڈیو پروگراموں میں بھی باز گشت سنائی دیتی رہتی ہے۔ اس بار مشتاق قمر صاحب نے تو حد کر دی کہ سلیم آغا قزلباش کے انشائیوں کے مجموعے[5] کے پیش لفظ میں بھی چھینٹے مار دیے۔ گویا جنگ بہت زوروں پر جا رہی ہے۔ مَیں تو سمجھتا تھا کہ ہمارے اُردو کا مستقبل بہت زیادہ خوش آیند نہ ہونے کی وجہ سے یہ

سب کچھ ہوتا رہتا ہے، لیکن معلوم ہوا کہ اُردو جہاں کہیں بھی ہوگی، صف بندی ضروری کرائے گی۔ خیر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

بھائی! اب جب کہ آپ لاہور میں ہیں، کچھ کیجیے کہ کم از کم ایک ہی صحیح معنوں میں معیاری ادبی رسالہ بن جائے۔ آپ لوگ سر جوڑ کر بیٹھیے اور سوچیے۔

فضل مِن اللہ صاحب نے ''جسارت'' کے ادبی اڈیشن کے لیے بہت سے سوالات کے جوابات طلب کیے تھے اور تصویر بھی مانگی تھی۔ وہ انھیں اِن شاء اللہ ایک ہفتہ کے اندر ارسال کر دوں گا۔ جب یہ مواد شائع ہو تو میرے لیے اخبار کا تراشا محفوظ کر لیجیے گا۔[6]

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ اپنی خیریت سے فوراً مطلع کریے گا۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲۴ر فروری ۱۹۸۱ء

(۱۰)

باسمہٖ تعالیٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط موصول ہوا۔ آپ کی صحت کے بارے میں علم ہو کر اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوری دُور کرے اور صحتِ کامل عطا فرمائے، آمین۔

آپ کے خط کے ساتھ ہی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کا مرسلہ پیکٹ بھی موصول ہوا، جس میں انھوں نے محمد حسن عسکری کی کتاب ''جدیدیت'' اور فریسہ عقیل صاحبہ کی تالیف ''محمد عمر مہاجر'' ارسال کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بہت ہی مخلصانہ خط بھی ارسال کیا ہے۔ آج ہی ان کو جواب لکھ رہا ہوں۔ ''نثری نظم کی تحریک'' اور ''وقت کی راگنی'' اب تک موصول نہیں ہوئی ہیں، دونوں کا انتظار ہے۔ ''وقت کی راگنی'' کی بالخصوص ضرورت ہے۔

مَیں اپنی کتاب ''چہرہ پس چہرہ'' ضرور ارسال کروں گا، لیکن چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی سبیل نکل آئے کہ تمام دوستوں تک کتاب پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ ہی اقبال سے متعلق کتابیں بھی ارسال کر دوں گا۔ حامدی کاشمیری صاحب کی کتاب ''اقبال اور غالب''[1] میرے

نظر سے نہیں گذری ہے، ممکن ہے کہ ابھی بازار میں نہ آئی ہو یا علی گڑھ نہ پہنچی ہو؛ جیسے ہی نظر پڑے گی، آپ کے لیے ضرور حاصل کرلوں گا۔ مجھے دو اَور کتابوں کا انتظار ہے، ایک عبدالمغنی صاحب کی اور ایک عمر حیات صاحب کی۔ یہ دونوں کتابیں جلد ہی شائع ہونے والی ہیں۔
میرے پاس فی الوقت جو کتابیں آپ کے لیے مخصوص ہیں، وہ ہیں:
۱۔ اقبالیاتِ ماجد(مولانا عبدالماجد دریابادی) ۲۔ اقبالیات(سمیع اللہ و خالد ہمایوں) ۳۔فلسفہ اقبال و انتخابِ کلامِ اقبال(عبدالقوی دریابادی) ۴۔ اقبال جادو گرِ ہندی نژاد (عتیق صدیقی) ۵۔ تلاشِ اقبال(خالد حامدی) ۶۔اقبال اور مولانا مودودیؒ (سید انور علی)۔

آج کل نئی کتابوں کی اشاعت کا موسم ہوتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ دو چار دن میں کچھ اَور کتابیں آپ کے کام کی آ جائیں۔ اتنی بہت سی کتابیں بھیجنے پر ڈاک خرچ بہت زیادہ ہوگا، اس لیے چاہتا ہوں کہ دستی پہنچ جائیں، تاکہ ڈاک خرچ کسی کتاب کے خریدنے کے کام آجائے۔

امید ہے کہ آپ اس خط کے موصول ہونے تک بفضلہٖ تعالیٰ زیادہ توانا و تندرست ہوں گے، بلکہ میری دعا تو یہ ہے کہ آپ بالکل توانا وتندرست ہوجائیں، آمین۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۶/ مارچ ۱۹۸۱ء

(۱۱)

برادرم! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۰/ اپریل دستی مِل گیا تھا۔ اسی میں انٹرویو کی پہلی قسط بھی تھی۔ دوسری قسط کا تراشا اب تک موصول نہیں ہوا۔ ادھر فضل مِنَ اللہ صاحب نے بھی توجہ نہیں دی ہے۔ ان کو الگ خط لکھا ہے۔ ''وقت کی راگنی'' ڈاکٹر عقیل صاحب نے بعض دوسری کتابوں کے ساتھ (؟) کردی ہے، آپ کے نام یہ خط بھی انھیں کی معرفت ارسال کررہا ہوں۔

مَیں نے اپنے ماموں کی معرفت آپ کو تیرہ کتابیں ارسال کردی تھیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ ''چہرہ پس چہرہ'' (آپ کے لیے)، ۲۔ ''چہرہ پس چہرہ'' (وزیر آغا صاحب کے لیے)، ۳۔ اقبالیاتِ ماجد، ۴۔ اقبال جادو گرِ ہندی نژاد، ۵۔ ڈاکٹر اقبال سے ادب کے ساتھ، ۶۔ تشریح بانگ درا، حصہ اوّل از نریش کمار شاد، ۷۔ علامہ اقبال اور مولانا مودودیؒ، ۸۔ فلسفہ اقبال اور انتخابِ کلامِ اقبال، ۹۔ اقبالیات، ۱۰۔ اقبال: ادیبوں کی نظر میں، ۱۱۔ تلاشِ اقبال، ۱۲۔ اقبال اور غالب، ۱۳۔ چھٹا کل ہند اجتماع۔

امید ہے کہ یہ کتابیں آپ کو موصول ہو چکی ہوں گی۔ مَیں نے پیکٹ پر کالج کا پتا لکھ دیا تھا۔ ان کی رسید وصول یابی کا منتظر ہوں۔

مَیں نے پہلی قسط میں جس مضمون کی طرف اشارہ کیا تھا، وہ ''مَیں، ہم اور ادب'' میں شبلی چوں بہ خلوت می رود کے عنوان سے شامل ہے۔ شیخ صاحب مرحوم[۱] نے کہا تھا کہ میرا مضمون پڑھ کر انھوں نے اپنا موٴقف بدل دیا ہے اور اب وہ ایک نئی کتاب ''یادگارِ شبلی'' کے عنوان سے لکھ رہے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کتاب میں وہ میری تحریروں کا حوالہ بڑی کثرت سے دیں گے۔ یہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے۔ ۱۹۷۳ء میں ان کا انتقال ہو گیا اور اس کتاب کے بارے میں پتا نہ چل سکا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔[۲]

میرا ایک افسانہ 'چاند، سمندر اور شہر' ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۵ء یا ۱۹۵۶ء میں ''تعمیر انسانیت''، لاہور میں شائع ہوا تھا، اُس وقت کوثر نیازی[۳] اس کے مدیر تھے۔ اس افسانے کی نقل میرے پاس نہیں ہے اور باوجود کوشش کے مجھے یہ افسانہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔ مجھے اس کی فی الوقت اشد ضرورت ہے۔ اگر یہ افسانہ آپ کو مِل سکے تو مہربانی فرما کر اس کی نقل کرا دیں یا زیراکس کرا دیں۔ میرے پاس وہ رسالہ ہی نہیں ہے، جس میں افسانہ چھپا تھا، ورنہ آپ کو زحمت نہ دیتا۔

آپ کی صحت کے بارے میں علم ہو کر اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کامل عطا فرمائے، آمین۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۴ر مئی ۱۹۸۱ء

(۱۲)

باسمہٖ تعالیٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مِلا۔ ڈاکٹری کی سند کے لیے مبارک باد قبول فرمائیے۔ دل باغ باغ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرخرو کیا، فالحمدللہ۔[۱]

مَیں نے کتابیں بہت ہی ذمہ دار شخص کے ذریعہ بھیجی تھیں۔ چودھری نورالدین صاحب میرے سگے ماموں ہیں، میرے ہم جولی ہیں، دوست ہیں، میری اہلیہ کے سگے چچا ہیں۔ انھوں نے کتابیں یقیناً آپ کو بھیج دی ہوں گی۔ غلطی میری تھی، ان دنوں آپ کے بارے میں کچھ طے نہ تھا کہ آپ سرگودھا میں ہوں گے یا لاہور میں، اور لاہور میں آپ کا پتا کیا ہوگا، یہ بھی معلوم نہ تھا؛ اس لیے مَیں نے پیکٹ پر گورنمنٹ کالج، لاہور کا پتا لکھ دیا تھا۔ آپ کالج کے دفتر سے بھی دریافت کرلیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اتنی محنت سے جمع کی ہوئی کتابیں ضائع ہوگئیں۔ مَیں نے ایک خط نور ماموں کو بھی لکھ دیا ہے اور تاکید کر دی ہے کہ آپ کو اصل صورتِ حال سے مطلع کر دیں۔ خدا کرے، کتابیں آپ کو مِل جائیں۔ جوابِ خط سے فوراً مطلع کیجیے گا۔

آپ کی مرسلہ دونوں کتابیں مِل گئی ہیں، شکریہ۔ ''یادگارِ شبلی'' کے لیے بے حد شکریہ۔ آپ نے وہ کتاب فراہم کر دی، جس کے لیے مَیں نے گذشتہ چھے سال سے ہر ایک دوست کو لکھا تھا، لیکن کتاب دستیاب نہ ہوئی۔ ایک بار پھر اظہارِ تشکر کرتا ہوں۔ ''سفرنصیب'' کے صرف چند صفحات پڑھے۔ زبان بے حد پُرتصنع ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ مختار مسعود صاحب[۲] کو غلط اُردو لکھنے پر کمال حاصل ہے۔ غلط املا ان کا تخصص ہے!

''افسانہ چاند، سمندر اور شہر'' تعمیر انسانیت[۳] ہی میں شائع ہوا ہے۔ کوثر نیازی کے کئی تقاضوں کے بعد مَیں نے ارسال کیا تھا۔ اس کی نقل میرے پاس محفوظ نہیں ہے۔ شیخ عبدالحمید صاحب[۴] نے اپنی یادداشت پر غلط بھروسا کیا ہے۔ مہربانی فرما کر ان کے یہاں فائلیں دیکھ کر یا دِکھلا کر تلاش کرالیں۔

''آئین'' کا ''تفہیم القرآن'' نمبر مَیں نے نہیں دیکھا ہے۔[۵]

آپ کے مرسلہ خطوط میں نے سپردِ ڈاک کر دیے ہیں۔
خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام
ابنِ فرید
علی گڑھ، ۲۷/جون ۱۹۸۱ء

نمایندہ ''نئی نسلیں'' کا تازہ شمارہ ارسال کر رہا ہوں، اس کے لیے آپ کے قلمی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ ''چہرہ پس چہرہ'' کے چار نسخے ارسال کر رہا ہوں۔ اصحابِ متعلقہ تک پہنچا دیں۔۔۔۔ عقیل صاحب کو بھیج دیں۔ ان کا تقاضا ہے۔

ابنِ فرید
۹/جولائی ۱۹۸۱ء

(۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم پروفیسر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مجھے جولائی کے آخری ہفتہ میں ہی مِل گیا تھا، لیکن اس درمیان مَیں غیر معمولی طور پر مصروف تھا۔ میرا لڑکا کینڈا اعلیٰ تعلیم کے لیے جا رہا ہے، اس کی وجہ سے یہ مصروفیت رہی۔ وہ ایک ہفتہ کراچی میں قیام کر کے اِن شاء اللہ آگے سفر پر روانہ ہو جائے گا۔ یہ خط اسی کی معرفت ارسال کر رہا ہوں۔

''افسانہ 'چاند، سمندر اور شہر'، کی نقل کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ شیخ عبدالحمید صاحب شاید شیخ قمرالدین صاحب؁ کے صاحب زادے ہیں، اگر میرا قیاس صحیح ہے تو وہ تاجر کے بیٹے ہیں اور تاجر معاملہ ختم ہو جانے کے بعد کوئی واسطہ نہیں رکھتا، اس لیے ان سے کوئی شکوہ نہیں! مَیں تو آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرے ایک اچھے افسانے کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔

مشفق خواجہ صاحب سے میرا جو ربط ہے، اس کا اندازہ آپ کو ''تخلیقی ادب'' کی تیسری جلد؁ سے ہو جائے گا۔ بہرحال آپ کا خلوص ہے کہ آپ نے سلیم احمد کی

کتاب ۳؎ اور سلیم اختر کے مضامین کی نقول ارسال فرمائیں، ان کے لیے مَیں متشکر ہوں۔ میرے پاس چوں کہ ان کی اصل موجود ہے، اس لیے مَیں نے یہ نقول رمضان کے مہینے ہی 'ایک مستحق' یعنی شبنم سجانی ۴؎ کو بھیج دی ہیں۔ وہ چوں کہ سید ہیں، اس لیے یہ صدقہ نہ ہوا، ہدیہ ہوا۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب ۵؎ نے اب تک مجھے کوئی خط نہیں لکھا ہے۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' کا شیرانی نمبر مجھے مِل گیا ہے، اس کے لیے میری طرف سے اُن کا شکریہ ادا کر دیں اور یہ اطلاع بھی پہنچا دیں کہ جن دوسرے حضرات کو انھوں نے شیرانی نمبر ارسال کیا تھا، اُن کو پہنچا دیا ہے۔

''میعار'' کے لیے توفصیح جدید فارسی میں متشکرم، بانت شوم، جان بر تو فدا کنم کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ایک عرصے کی تلاش اب جا کر ثمر بار ہوئی اور وہ بھی آپ کے ذریعے! اب ذرا مظفر علی سید اور فتح محمد ملک پر بھی نظر رکھیں۔ ویسے مَیں ان دو حضرات سے بھی براہِ راست ربط قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ''تفہیم القرآن کا آئین'' نمبر [کذا] آپ کفایت اللہ صاحب کی معرفت ارسال کر دیں۔

مَیں [نے] ''الفاظ'' کا تازہ شمارہ افسانہ نمبر حصہ اوّل ڈاک سے آپ کو ارسال کرایا ہے، اگر مِل گیا ہو تو براہِ راست اُن کو مطلع کر دیں اور اگر نہ مِلا ہو، تب بھی! ویسے مَیں نے دوبارہ آپ کا نام اعزازی فہرست میں درج کرا دیا ہے۔ اِن شاء اللہ آپ کو مستقلاً پہنچتا رہے گا۔

''نئی نسلیں'' کے لیے آپ کے وعدہ کی بہ تعجیل تکمیل کا بے صبری سے منتظر ہوں۔

اپنے یہاں کی ایک شاعرہ کے جلوے ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

''اقبال کی طویل نظمیں'' کے بارے میں شاید آپ کو یاد ہو کہ مَیں نے آپ کو لکھا تھا، اس میں ابلیس کی مجلس شوریٰ پر بھی تجزیاتی مضمون شامل کر لیں۔ یہ اضافہ بہت ضروری ہے۔ نظم کی اہمیت کے لحاظ سے بھی اور درسی نقطہ نظر سے بھی۔ بہتر ہو گا کہ آپ اسے امان اللہ صاحب کی معرفت ہی چھپوائیں۔ اس طرح اس کا سرکولیشن زیادہ ہو سکے گا اور کتاب خاصی اچھی چھپ سکے گی۔ اتفاق سے Crescent Publishing Company

(CPC) کی ادبی مطبوعات کے لیے مجھے ہی Expert نامزد کیا گیا ہے، اس لیے آخری رائے مجھ کو ہی دینی ہوگی۔[6]

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲۰؍اگست ۱۹۸۱ء

مکرر:

۱۔ اگر ۶؍ڈی منصورہ میں آپ نے سامان سجالیا ہوئے تو میرے انٹرویو کی دوسری قسط ارسال کر دیجیے، تاکہ مَیں اس کے تراشے کا سیٹ مکمل کرلوں۔

۲۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب [8] کو آپ کی ''کتابیاتِ اقبال'' اور ''خطوطِ اقبال'' کی ضرورت ہے۔ ان کے لیے ضرور ضرور ارسال کر دیں۔ انھوں نے مجھ سے ان دونوں کتابوں کے لیے تقاضا کیا ہے۔

۳۔ سلیم اختر صاحب سے ''مختصر ترین تاریخ ادبِ اُردو'' کا تازہ اڈیشن حاصل کر کے ارسال کر دیں۔

مکرر:

مَیں تاج سعید صاحب کو اپنے دونوں مجموعہ ہائے مضامین بذریعہ رجسٹری ارسال کرا رہا ہوں، پیکٹ پر اپنا پتا آپ کی معرفت لکھ دیا ہے، اس لیے اس کی رسید بھی آپ ہی کے خط میں رکھی جارہی ہے، تاکہ اگر خدانخواستہ کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو رسید کام آجائے۔

ابنِ فرید

(۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک خط اس سے قبل ارسال کر چکا ہوں، امید ہے کہ موصول ہو گیا ہوگا۔ یہ خط ایک اور ضرورت سے لکھ رہا ہوں۔

جدید اُردو ٹائپ پریس، لاہور سے ۱۹۶۹ء میں غلام عباس صاحب کا مجموعہ ''کن رس'' شائع ہوا ہے۔ میرے پاس کا جو نسخہ ہے، وہ ناقص ہے۔ آپ مہربانی کر کے اُن صفحات کا

Xerox کرا کے ارسال فرمائیں، جو میرے نسخے میں نہیں ہیں:
ا۔ اندرونی ٹائٹل سے لے کر اُس صفحہ تک جو افسانہ 'کن رس' کے شروع ہونے سے پہلے تک ہو۔
۲۔ صفحہ ٦٦ کا عکس چاہیے، یہ میرے نسخے میں نہیں ہے۔
۳۔ صفحہ ۱۳۸ سے آخر تک۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ افسانہ 'اوتار' صفحہ ۱۳۷ پر ختم نہیں ہوا ہے۔

کیا غلام عباس کا پہلا افسانوں کا مجموعہ "الحمرا کے افسانے" کہیں سے دستیاب ہو سکتا ہے؟

کیا یہ صاحب اثنا عشری ہیں؟ افسانوں سے کچھ ایسا ہی جھلکتا ہے۔

آل انڈیا ریڈیو کی اُردو سروس سے ۱۸ر ستمبر ۱۹۸۱ء کو شب میں ہندوستانی وقت کے مطابق پونے نو بجے اور پاکستانی وقت کے مطابق سوا نو بجے میرا پروگرام نشر ہو گا۔ موضوع ہے: پاکستانی ادب ... مذہبی شعور۔ اگر وقت مِلے تو سن لیجیے گا۔ یہ موضوع چوں کہ وہاں عام دل چسپی کا ہو گا، اس لیے اگر مناسب سمجھیں تو لاہور اور کراچی وغیرہ کے اخبارات میں بہ طور خبر شائع کرا دیں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام
ابنِ فرید
علی گڑھ، ۲۵/ اگست ۱۹۸۱ء

(۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا ایک خط کفایت اللہ صاحب کی معرفت اور دوسرا کسی اَور صاحب کی معرفت ڈاک سے موصول ہوا، سراپا سپاس ہوں۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے علی گڑھ کے احباب کے لیے "اورینٹل کالج میگزین" کا تازہ شمارہ بھیجا ہے، جس کے تقسیم کرنے کی ذمہ داری مجھ پر آ پڑی ہے۔ ان احباب میں، مَیں نیاز مند نہیں ہوں، خیر کوئی بات نہیں۔ مجلّہ تحقیق کا شیرانی نمبر مجھے نہیں موصول ہوا ہے۔

آپ کا مضمون مِلا، شکریہ۔ اسے اِن شاء اللہ آیندہ شائع کروں گا۔ آپ نے مجھے

''زندہ رُود''، ۸ر نومبر ۱۹۷۹ء کو ارسال کی تھی۔ ''لالہ فام'' میرے پاس موجود ہے۔ ''دانائے راز'' میری نظر سے نہیں گزری ہے، اس کے مطالعے کا اشتیاق ہے، اگر دستیاب ہو تو بھیج دیجیے گا۔ ''کن رس'' کے صفحات کے عکس مل گئے، شکریہ۔ جی ہاں، ''تخلیقی ادب'' کے شمارہ ۳ میں غلام عباس پر گوشہ شامل ہے اور اس کے لیے ان کے افسانہ 'اوورکوٹ' کا تجزیہ خواجہ صاحب نے مجھ سے کرایا ہے۔

''الفاظ'' اِن شاء اللہ آپ کو مستقلاً مِلتا رہے گا۔ جب نہ مِلے تو براہِ راست دفتر کو مطلع کر دیا کیجیے گا۔

سلیم اختر صاحب کی ''اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ'' کا تیسرا اڈیشن میرے پاس موجود ہے، لیکن انور سدید صاحب کے تبصرے سے اندازہ ہوا کہ انھوں نے پانچویں اڈیشن میں اپنا مؤقف بدل دیا ہے۔ مَیں اس تبدیلی کے مطالعے کا مشتاق تھا۔ زیرِ طبع اڈیشن کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ اب اُن کا مؤقف کیا ہوگا۔

''کتابیاتِ اقبال'' کا نسخہ مَیں نے ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب کو خود پہنچا دیا تھا۔ ''بیسویں صدی'' کے دفتر سے ''خطوطِ اقبال'' کا نسخہ بھی آ گیا تھا ۳، وہ بھی ان کو اس کے ساتھ ہی پہنچا دیا تھا۔

''پاکستانی ادب: مذہبی شعور'' کا اسکرپٹ مَیں نے عجلت میں تیار کیا تھا، اس لیے ایک ہی نقل تیار کر سکا اور وہ ریڈیو والوں کو دے آیا۔ مَیں اِن شاء اللہ موقع ملتے ہی صاف کر کے بھیج دوں گا، لیکن اس میں وقت لگے گا۔ اس وقت مَیں تین چار کاموں میں بہ یک وقت مصروف ہوں، چناں چہ سر اٹھانے کی مہلت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ چاہیں تو یہ دوبارہ ریلے [نشر] ہو سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں چار پانچ حضرات فرمائش کریں کہ مذکورہ مضمون دوبارہ ریلے کیا جائے۔ ایک فرمائش پر ایک سے زیادہ حضرات دستخط کر سکتے ہیں۔ فرمائش کے لیے پتا حسب ذیل ہے:

The Director, External Division (Urdu Service),
All India Radio, New Delhi, 110001

آپ کا خط ملتے ہی مَیں نے یہاں کتابوں کی دُکان پر **Iqbal's Plolicical Ideas** **at the Cross Road by A. Hassan** تلاش کی، لیکن کسی کو اس کتاب کا علم نہیں ہے۔

مَیں اب بھی تلاش میں ہوں، اگر مِل گئی تو بھیج دوں گا، ورنہ آپ یہ کیجیے کہ کہیں سے اس کے مصنف اور پبلشر کا نام معلوم کر کے مجھے لکھیے۔ مَیں اپنی امکانی حد تک اسے حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔[۴] فی الوقت مَیں نے آپ کے لیے ایک کتاب ''اقبال اور مودودیؒ: ایک تقابلی مطالعہ'' مصنفہ عمر حیات خاں غوری خرید رکھی ہے۔ چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک آدھ کتاب اَور ہو جائے تو آپ کو بھیجوں۔ شمس تہرانی کی کتاب کے لیے مَیں خود مصنف سے کہہ چکا ہوں۔ ان حضرت نے یہ چالاکی کی کہ کتاب کے پندرہ بیس نسخے چھپوا کر انعام کے لیے بھیج دیے۔ جب انعام مِل گیا تو گول ہو گئے۔ مَیں ان سے کئی بار کہہ چکا ہوں اور وہ ہر بار مجھے دلاسا دیتے رہے ہیں کہ بس اب کتاب چھپ کر آنے ہی والی ہے۔[۵]

''آئین'' کا ''تفہیم القرآن'' نمبر بھی مِل گیا ہے، بہت بہت شکریہ۔ ان کے ساتھ ہی تاج سعید صاحب[۶] کی مرسلہ دونوں کتابیں بھی مِل گئی ہیں۔

مولانا مودودیؒ کے خطوط[۷] کی بہت بڑی تعداد مرکز جماعت اسلامی ہند میں ہوگی۔ ان کے علاوہ عبدالحیٔ صاحب[۸] (الحسنات) اور عبدالوحید خاں[۹] (الرسالہ) کے پاس بھی ہیں، البتہ کچھ خطوط ایسے ہیں، جو بڑے معرکتہ الآرا ہیں۔ یہ خطوط انھوں نے رام پور کے سید امجد علی صاحب کو لکھے تھے۔ مکتوب الیہ ذہنی توازن کھو چکے ہیں، ان کا لڑکا میرا شاگرد ہے، اسے لکھیے، میرا حوالہ دیجیے، اصل خطوط نہ مِلیں گے، البتہ زیراکس مِل جائیں گے۔ پتہ حسب ذیل ہے:

Syed Masood Ali ,
Aalami Tobacco Expoters Ltd. Pila Jalab,
Rampur (U.P.)

مجھ سے ملاقات ہوگی تو مَیں بھی زبانی تاکید کر دوں گا۔ یہ اعلان ''نئی نسلیں''[۱۰] کے بجائے ''دعوت، زندگی'' اور ''ریڈینس'' میں کرایئے، کیوں کہ وہ حضرات، جن کو مولانا نے خطوط لکھے ہوں گے، ان کا حلقہ انھیں اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرتا ہے۔

حسبِ دستور کچھ اور احباب کے خطوط ملفوف ہیں، از راہِ کرم انھیں ارسال کر دیں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء

(۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک خط اس سے قبل ارسال کر چکا ہوں، امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔

میری تقریر 'پاکستانی ادب: مذہبی شعور' جو یہاں اُردو سروس سے نشرا ہوا [کذا] تھا، آل انڈیا ریڈیو نے 'آواز' میں شائع کر دیا ہے۔ اس کا تراشا آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ اس کے چند تراشے اَور ارسال کر رہا ہوں، مہربانی کر کے ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر وزیر آغا، تحسین فراقی صاحب، ڈاکٹر معین الدین عقیل اور تاج سعید صاحب تک پہنچا دیں۔ اس کے علاوہ دو کتابیں ا۔ ''اقبال اور مودودیؒ کا تقابلی مطالعہ'' اور ۲۔ ''اُردو ادب میں ترقی پسند تحریک'' آپ کو اور ''ترقی پسند ادب'' (از عزیز احمد) ڈاکٹر انور سدید کو اور فلم ''کالا پانی'' کے گانوں کے دو کتابچے بھی ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ڈاکٹر انور سدید صاحب اَور تاج سعید صاحب کو مذکورہ کتابیں بھجوا دیں گے۔

ایک زمانہ ہوا، جب مَیں نے آپ کو لکھا تھا کہ ایجوکیشنل بک ہاؤس والے آپ کی کتاب ''اقبال بحثیت شاعر'' شائع کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے اس کے لیے انھیں اجازت دے دی تھی یا نہیں۔ اس عرصہ میں کتاب تیار ہوگئی ہے اور جلد ہی بازار میں آنے والی ہے۔ آپ اگر اس کے لیے اجازت دے دیں تو اخلاقی طور پر معاملہ صاف رہے گا۔ اس بارے میں مَیں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ بدمعاملگی نہ ہوگی۔ فہیم کی جو صورت بھی آپ طے کریں گے، وہ ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں اگر کوئی کوتاہی اب تک ہوئی ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اس کتاب کی اشاعت مَیں نے آپ سے اپنے مخلصانہ تعلقات کی وجہ سے کرائی ہے اور انھی تعلقات کی بنا پر مجھے یقین ہے کہ آپ اجازت بھی دے دیں گے۔[۱]

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲۲/نومبر ۱۹۸۱ء

(۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۸/نومبر ۱۹۸۱ء موصول ہوا، سراپا سپاس ہوں۔

''زندہ رُود'' حصہ دوم اور ''دانائے راز'' اپنے پاس محفوظ رکھیے گا اور کسی ایسے ہی شخص کے ذریعے بھیجیے گا، جو قابلِ اعتبار ہو۔ ممکن ہے، اس مہینے میں یا آیندہ مہینے میں علی گڑھ سے وہاں جانے والا کوئی آپ کو مل جائے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کی کتاب بھی اپنے پاس ہی رکھ لیجیے گا۔ ''مجلّہ تحقیق'' کا شیرانی نمبر مجھے اب تک نہیں مِلا ہے، یہ بھی حاصل کر لیجیے گا۔

اپنی تقریر کا تراشا آپ کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں، امید ہے کہ مِلا ہو گا۔ دوسرے احباب کو بھی آپ ہی کی معرفت ارسال کیا تھا، امید ہے کہ آپ نے پوسٹ کر دیے ہوں گے۔ ایک کتاب ''اقبال اور مودودیؒ: ایک تقابلی مطالعہ'' بھی آپ کو ارسال کی تھی۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس نے آپ کو خلیل الرحمٰن اعظمی کی کتاب ''ترقی پسند تحریک اور ادب'' اور ''کلیاتِ اقبال'' بھی بھیجی تھی۔ اس پیکٹ میں ڈاکٹر انور سدید کے لیے مَیں نے عزیز احمد کی ''ترقی پسند ادب'' بھی ارسال کی تھی، امید ہے کہ یہ پیکٹ آپ کو اب تک دستی مِل گیا ہو گا۔

مَیں نے آپ کے لیے ایک اَور کتاب ''آئینہ اقبال'' بھی حاصل کر لی ہے، جلد ہی ارسال کر دوں گا۔ ڈاکٹر حسن احمد کی کتاب **Iqbal: His Political Ideas at Crossroads** بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محض **Academic qualification** بڑھانے کے لیے چھاپی گئی تھی۔ مصنف شعبۂ سیاسیات میں لکچرر ہیں، ان کی قابلیت کے بارے میں اشترا کی حضرات رطب اللسان ہیں، جب کہ موصوف اس 'گناہ' کے سزاوار نہیں ہیں۔ انھوں نے یہ کتاب خود چھپوائی تھی۔ بازار میں وہ یہ کتاب اس لیے نہیں لائے کہ انھیں ان کے سیاسی احباب نے اس 'ارتکابِ جرم' سے منع کر دیا تھا۔ موصوف آج کل ہندوستان سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ مَیں اگر چاہوں گا بھی تو ان کے گھر والے نہ دیں گے، اس لیے اب میں اس کوشش میں ہوں کہ کوئی 'گھر کا بھیدی' مِل جائے تو اس کے ذریعے سے منگوالوں۔ اگر اپنی کوشش میں کام یاب ہو گیا تو اِن شاء اللہ یہ کتاب ضرور آپ کو ارسال کروں گا۔ آپ حیرت کریں گے [کذا] کہ یہ کتاب علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

''اقبال کی طویل نظمیں''، ایجوکیشنل بک ہاؤس والے شائع کرنے کو تیار ہیں۔ مَیں کتاب کی وصولی کا منتظر ہوں۔ جیسے ہی کتاب ملے گی، مَیں انھیں طباعت کے لیے دے دوں گا۔ میرے لیے جو نسخہ آپ بھیجنا چاہتے ہیں، وہ بھی مذکورہ کتابوں کے ساتھ ارسال فرما دیجیے گا۔

کیا آپ نے اس کتاب میں 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' پر مضمون کا اضافہ کر دیا ہے؟ مَیں اس سلسلے میں آپ کو دو تین بار لکھ چکا ہوں۔ اگر یہ کمی اب تک پوری نہ ہوئی ہو تو فوراً مضمون لکھ کر ارسال کیجیے، تاکہ اس کتاب میں اضافہ کر دیا جائے۔ یہ نظم یہاں بہت سی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔

اس خط کے ساتھ بھی چند خطوط ملفوف ہیں۔ مہربانی کر کے مکتوب الیہم کو ارسال کر دیں، شکریہ۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲ر دسمبر ۱۹۸۱ء

مکرر:

''اقبال بحیثیت شاعر'' کے سلسلہ میں آپ کو گذشتہ خط میں لکھ چکا ہوں، مہربانی فرما کر اس کی اشاعت کی اجازت ایجوکیشنل بک ہاؤس کو دے دیں، شکریہ۔

(۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک خط اس سے قبل بذریعہ ڈاک ارسال کر چکا ہوں، امید ہے کہ اس خط کے پہنچنے سے قبل آپ کو موصول ہو چکا ہوگا۔

آپ کے لیے ''اقبال آئینہ خانے میں'' اور ''نئی نسلیں'' کا دوسرا شمارہ (جو علی گڑھ سے شائع ہوا ہے) بھیج رہا ہوں، امید ہے کہ اس کی رسید سے مطلع کیجیے گا۔

''زندہ رُود'' (حصہ دوم)، ''دانائے راز'' اور ''مجلۂ تحقیق'' کا شیرانی نمبر عاصم صاحب کو (جو علی گڑھ سے لاہور پہنچ رہے ہیں) دے دیجیے گا، وہ اپنے ساتھ لیتے آئیں گے۔

''اقبال کی طویل نظمیں'' مَیں نے ایجوکیشنل بک ہاؤس کو دے دی ہے، وہ اسے جلد ہی شائع کر دیں گے۔ اس کے لیے جو شرائط آپ مناسب سمجھتے ہوں، لکھ دیجیے گا، تا کہ ان کی روشنی میں بات کرلوں۔ یہی معاملہ ''اقبال بحیثیت شاعر'' کے سلسلہ میں بھی ہو جائے گا۔ مؤخر الذکر کتاب شاید آیندہ ماہ پریس سے آ جائے۔ امید ہے کہ ''اقبال کی طویل نظمیں'' کا بھی ایک نسخہ آپ ارسال کر دیں گے۔ ڈاکٹر سلیم اختر صاحب کی ''مختصر ترین تاریخ ادب'' بھی بھیجنا نہ بھولیے گا۔

''اقدام'' کا پہلا شمارہ، سنا ہے، چھپ کر بازار آ گیا ہے۔ اگر دستیاب ہو تو اس کی ایک کاپی ارسال کر دیجیے گا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام
ابنِ فرید
علی گڑھ، ۷؍دسمبر ۱۹۸۱ء

مکرر:

میرزا ادیب صاحب کو اپنے دونوں تنقیدی مجموعے نذر کر رہا ہوں۔ آپ کو زحمت تو ہو گی، لیکن ان تک پہنچا دیجیے گا۔ مَیں نے ان سے ''مٹی کا دیا'' [۱] مانگی ہے، اگر وہ عنایت کریں تو اسے بھی کتابوں کے ساتھ بھیج دیجیے گا۔

(۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

عنایت نامہ بصارت نواز ہوا، سراپا سپاس ہوں۔ آپ تک کتابوں کا جو پیکٹ نہیں پہنچا ہے، وہ آپ کے معتبر ترین قاصد کے ذریعے ارسال کیا گیا ہے۔ اسد یار خاں صاحب

وہ پیکٹ ڈاک سے ارسال کر رہے تھے، لیکن اُسی وقت کفایت اللہ صاحب (مالیر کوٹلہ) تشریف لے آئے اور انھوں نے کہا کہ مجھے دے دیجیے، مَیں دستی بھجوا دوں گا، چناں چہ پیکٹ ان کے حوالے کر دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے، انھیں کوئی معتبر شخص ابھی تک نہیں مِلا، اسی وجہ سے کتابیں آپ تک نہیں پہنچ سکیں۔ مَیں آج ہی ان کو خط لکھ رہا ہوں، تا کہ صحیح صورتِ حال کا اندازہ ہو۔

جو کتابیں بھیجنے سے رہ گئی ہیں، وہ اور میرزا ادیب صاحب سے ''مٹی کا دیا'' لے کر بذریعہ ڈاک ہی ارسال کر دیں، ورنہ کفایت اللہ صاحب کو بھجوا سکیں تو انھیں بھیج دیں، مجھے مِل جائیں گی۔ سلیم اختر صاحب سے بھی ''مختصر ترین تاریخ ادب'' لے کر اسی پیکٹ میں رکھ دیں۔

آپ کے مقالے کے off prints اور ''قاموسِ اقبال'' آج ہی سادہ ڈاک سے ارسال کر رہا ہوں۔ خدا کرے، بحفاظت متعلقہ حضرات تک پہنچ جائیں اور ضائع نہ ہوں۔

''اقبال بحیثیت شاعر'' چھپ چکی ہے، چند نسخے پریس سے آ گئے ہیں۔ دو ایک ہفتہ میں پورا سٹاک آ جائے گا۔ مَیں نے کتاب خود دیکھی ہے، اس کی دوبارہ کتابت ہوئی ہے، ونڈائک پر اچھی چھپی ہے، آپ پسند کریں گے۔ مَیں نے اسد یار خاں صاحب سے کہہ دیا ہے کہ وہ کم از کم دو تین نسخہ آپ کو بھیج دیں۔ انھوں نے جلد ہی بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ اس میں کیا ترمیمات کرنا چاہتے تھے، کم از کم مَیں ہی ان سے واقف ہو جاؤں۔ جن حضرات کو آپ کتاب بھجوانا چاہیں، ان کے نام اور پتے لکھ دیں، ان کو کتاب ایجوکیشنل بک ہاؤس سے بھجوا دی جائے گی، اطمینان رکھیں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، یکم جنوری ۱۹۸۲ء

چند خطوط اور ملفوف ہیں۔ ایک محترم گیلانی صاحب ا کو دے دیجیے اور دو اپنے احباب کے نام سپردِ ڈاک کر دیجیے۔

(۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک طویل عرصے کے بعد آپ کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ اس دوران آپ کے تین خطوط آئے، لیکن مَیں ایک کا بھی جواب نہ دے سکا۔ معتذر ہوں، وجہ میری علالت ہے۔ مَیں جنوری سے عارضۂ قلب میں مبتلا ہوں۔ شدید تکلیف اور کمزوری کی وجہ سے تین مہینے بستر پر مقید رہا۔ اپریل سے داہنی آنکھ میں پے چیدگی پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے بصارت کو خطرہ پیدا ہوگیا۔ غرض اس طرح گذشتہ سات ماہ سے تعطل کی زندگی گذار رہا ہوں۔ مرض میں افاقہ ضرور ہے، لیکن معمول کے مطابق کام کرنے کے لائق نہیں ہوسکا ہوں۔

آپ کے خطوط کے جوابات حسبِ ترتیب ارسال کر رہا ہوں۔

خط نمبر۱۔ اسد یار خاں صاحب سے میری گفتگو فروری ہی میں ہوئی تھی اور مَیں نے اُن کو تاکید کر دی تھی کہ کتاب کی رائلٹی کے سلسلے میں وہ آپ سے براہِ راست رابطہ قائم کر لیں، کیوں کہ مَیں اپنی معذوری کی وجہ سے نہ لکھ سکوں گا۔ اگر کوئی بات نتیجہ خیز نہ ہوئی ہو تو مطلع کیجیے گا۔ ''جھلکیاں'' [۱] مِل گئی تھی، شکریہ۔ ''مٹی کا دیا'' کی رسید براہِ راست میرزا صاحب کو بھیج چکا ہوں۔ مجھے اقبال کے خطبہ The Muslim Community A Sociological Study کا off print اور ''مجلّہ تحقیق'' کا شمارہ دونوں مِل گئے تھے۔ عتیق صدیقی پر تراشے مجھے مِل گیا تھا۔ آپ نے ایک غیر اہم کتاب کو غیر معمولی اہمیت دے دی۔ جی ہاں، ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کی تصدیق آپ نے اب تک کر لی ہوگی۔ [۲]

خط نمبر۲۔ ''اندازِ نظر''، ''اُردو غزل کا روپ بہروپ'' [۳] اور ''دانائے راز'' تینوں کتابیں موصول ہوگئی تھیں۔ ''اقبال کی طویل نظمیں'' وہ شائع کریں گے، مگر قدرے تاخیر سے۔ وہ دوسرے اداروں کی کتابیں بھی آپ کو ارسال کر دیں گے، بشرطیکہ ان کے اسٹاک میں ہوں۔ آپ کی مرسلہ دونوں فہرستوں [۴] کے مطابق وہ کتابیں آپ کو بھیج چکے ہیں۔ یہ بات اسد یار خاں صاحب نے مجھے تب ہی بتا دی تھی۔ مَیں ان فہرستوں کو لے کر خود ہی گیا تھا، حالاں کہ صحت اجازت نہیں دے رہی تھی۔ سید نقی علی صاحب [۵] کے انتقال کا مجھے بے حد قلق ہوا۔ ان سے میرا غائبانہ تعارف اس وقت ہوا تھا، جب انھوں نے بچوں کے لیے ''ہماری دنیا'' کے

نام سے رسالہ نکالا تھا۔ کافی طویل عرصہ خط و کتابت رہی۔ ان کی بھارت آمد کے موقع پر بھی ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہو سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریقِ رحمت کرے، آمین۔

خط نمبر ۳۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب ۶ جس ''حفیظ منزل'' میں قیام پذیر ہوئے تھے، وہ علی گڑھ میں نہیں، اعظم گڑھ میں ہے۔ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نے ریٹائر ہونے کے بعد وہیں سکونت اختیار کی تھی۔ پتے میں علی گڑھ سہو کتابت ہے۔ یہ بات مَیں نے مولانا اصلاحی صاحب کے سگے بھتیجے ڈاکٹر اشتیاق اعظمی صاحب، لکچرر شعبۂ سیاسیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے معلوم کی تھی۔ یہ ''حفیظ منزل'' سول لائن میں ضرور ہے، لیکن اس کے پتے میں کبھی بھی سول لائن لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، کیوں کہ یہ علی گڑھ کی بے حد اہم سڑک پر واقع ہے۔ اسے مولانا عبدالخالق صاحب ایڈووکیٹ جز وقتی لکچرر، ''قانون''، مسلم یونیورسٹی اور چیئرمین میونسپل بورڈ، علی گڑھ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کا نام انھوں نے اپنے لڑکے ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن، صدرِ شعبہ وڈین (سابق)، ''شعبہ قانون''، مسلم یونیورسٹی کے نام پر رکھا تھا۔ مؤخر الذکر اس کوٹھی میں اب تک قیام پذیر ہیں۔ ان لوگوں کے تعلقات مولانا مودودیؒ یا مولانا امین احسن اصلاحی سے کبھی بھی نہیں رہے۔ ۷

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲۷؍جولائی ۱۹۸۲ء

پسِ تحریر:

میری اہلیہ لاہور [سے] ہوتی ہوئی کراچی جا رہی ہیں۔ وہاں سے ان کی واپسی ۱۵؍اگست تک ہوگی۔ ان کی معرفت یہ خط اور ایک کتاب ''آئینۂ اقبال'' آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ اس درمیان اپنی علالت کی وجہ سے آپ کے لیے کچھ تلاش نہ کر سکا، معذرت خواہ ہوں۔ اگر ممکن ہو سکے تو ''علامت''، ''سرچشمے'' از سہیل احمد ۸، مطبوعہ قوسین، لاہور ارسال کر دیجیے گا۔ مطالعے کا اشتیاق ہے، پیشگی شکریہ۔

ابن فرید

۲۸؍جولائی ۱۹۸۲ء

اپنی دونوں کتابیں تحسین فراقی صاحب ۹ کے لیے ارسال کر رہا ہوں۔ انھیں ''دائرے'' ۱،۲ شمارہ ۲ ''اہلِ دائرہ'' نے ارسال کیا ہے، وہ بھی بھیج رہا ہوں، زحمت کر کے انھیں پہنچا دیجیے گا۔ ان کے نام ایک خط بھی ہے۔

(۲۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۸۲ء مجھے ۳۰ر ستمبر کو ہی مِل گیا تھا، لیکن اُن دنوں مَیں شدید بخار اور انجائنا میں مبتلا تھا، ایسے عالم میں آپ کا خط پیامِ سکون ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ میری صحت پہلے سے یقیناً بہتر ہے، لیکن مَیں ابھی معمول کے مطابق کام کرنے کے لائق نہیں ہو سکا ہوں۔

اسد یار خاں صاحب کو مَیں نے پھر یاد دہانی کرا دی ہے، مصروف آدمی ہیں، بھول جاتے ہیں۔ اب مَیں ان کو کئی بار یاد دِلاؤں گا تو انھیں یاد آئے گا۔

سوچا تھا کہ اس بار آپ کو عبدالمغنی صاحب کی کتاب ''اقبال اور عالمی ادب'' ارسال کروں گا، مگر اب تک یہ کتاب علی گڑھ کی دُکانوں پر نہیں آئی ہے، اس لیے یہ مرحلہ خالی رہا۔ خیر، اِن شاء اللہ آیندہ بھیج دوں گا۔

چودھری نعیم ۱ شاید ادھر دہلی نہیں آئے، آتے تو علی گڑھ بھی آتے اور یہاں آتے تو مجھ سے ضرور ملتے۔

مضامین کا تیسرا مجموعہ اور افسانوں کا مجموعہ ۲ دونوں میری علالت کی وجہ سے التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب مَیں لکھنے پڑھنے کے لائق ہوں تو انھیں آخری شکل دوں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۳ر اکتوبر ۱۹۸۲ء

پسِ تحریر:

آپ کا خط، جس پر آپ نے کوئی تاریخ نہیں ڈالی تھی، لیکن جو یہاں ۱۱/اکتوبر کو سپرد ڈاک کیا گیا تھا، مجھے موصول ہو گیا ہے۔ آپ کی تیسری فہرست ان کے پاس محفوظ ہے۔ مَیں یہ خط بھی ان کے ہی حوالہ کر دوں گا۔ اگر ممکن ہو سکا تو اس فہرست کی کتابیں بھی وہ روانہ کر دیں گے۔ چوں کہ آج ہی کفایت اللہ صاحب شام کو تشریف لائیں گے، اس لیے ممکن ہے کہ عجلت میں سب کتابیں نہ لے جا سکیں، بہرحال!

مَیں اپنی طرف سے ہدیۂ خلوص کے طور پر ''نیا دَور''، لکھنؤ کا دیانرائن نگم نمبر ارسال کر رہا ہوں، اس میں آپ کی دل چسپی کا مواد بھی مِل جائے گا۔

Iqbal: His Political Ideas at Crossroads کے حصول کے لیے مَیں نے اپنی امکانی کوشش کر لی۔ اس [کے] مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ کتاب ان کے پاس بھی نہیں ہے۔ وہ اس کا دوسرا اڈیشن شائع کرانا چاہتے ہیں؛ دیکھیے، یہ ارادہ کب پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

ایک پیکٹ اختر راہی صاحب؎۳ کے لیے ارسال کر رہا ہوں، اسے اپنے پاس رکھ لیجیے، یا تو وہ خود منگوالیں گے یا لے جائیں گے۔

کچھ خطوط ارسال کر رہا ہوں، چند ایک پر ٹکٹ لگے ہیں، لیکن بعض سادہ ہیں۔ مَیں نے کفایت اللہ صاحب کو ایک حقیر سی رقم پیش کر دی ہے، اس میں سے ان لفافوں پر ٹکٹ لگا دیں اور بیس عدد لفافے (چالیس پیسے والے) خرید کر مجھے ارسال کر دیں۔ بعض وقت ان کے بغیر کام نہیں چلتا ہے۔

آپ نے جو کتابیں خرید لی ہیں، ان کا منتظر رہوں گا۔ کیا آپ نے سہیل احمد کی کتاب ''علامت''، ''سرچشمے'' [سرچشمے (علامتوں کی تلاش)] مطبوعہ قوسین، لاہور بھی حاصل کر لی ہے؟ اس کی ضرورت ہے۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۶/اکتوبر ۱۹۸۲ء

ایک پیکٹ شہزاد منظر صاحب؎۴ کے لیے بھی ارسال کر رہا ہوں، مہربانی فرما کر انھیں رجسٹری سے بھیج دیجیے گا، شکریہ۔

(۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک خط کفایت اللہ صاحب کی معرفت ارسال کر چکا ہوں، اس کے ساتھ ہی ''نیا دَور''، لکھنؤ کا ''دیا نرائن نگم نمبر'' بھی! امید ہے کہ دونوں چیزیں آپ کو مِل گئی ہوں گی۔

ابھی آپ کا خط یا مرسلہ کتابیں مجھ تک نہیں پہنچی ہیں۔ شاید کفایت اللہ صاحب یہاں آنے کا پروگرام بنا رہے ہوں۔ بہرحال اگر آپ نے ان کے ذریعے کچھ ارسال کیا ہوگا تو دیر سویر اِن شاء اللہ مِل جائے گا۔

چند دن ہوئے، اتفاق سے Iqbal: His Political Ideas at Crossroads, by S. Hassan Ahmad ایک طالب علم کی کوشش سے مِل گئی۔ کتاب مَیں نے ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کو دستی ارسال کر دی ہے۔ آپ ان سے منگوا لیجیے گا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۰ ر دسمبر ۱۹۸۲ء

(۲۳)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کو ایک خط اَور ''نیا دَور''، لکھنؤ کا ''دیا نرائن نگم نمبر''، کفایت اللہ صاحب کی معرفت ارسال کر چکا ہوں، اس کے بعد ایک خط اور ڈاکٹر حسن احمد کی کتاب Iqbal: His Political Ideas at Crossroads اپنے ماموں کی معرفت ارسال کی ہے، جو آپ کو اب مِلی ہوگی، کیوں کہ مَیں نے اُن سے کہہ دیا تھا کہ خط ڈاک میں ڈال دیجیے گا اور کتاب مشفق خواجہ صاحب کے حوالہ کر دیجیے گا، جو ڈاکٹر عقیل صاحب تک پہنچا دیں گے۔ ان سب کی رسید کا منتظر ہوں۔

امید ہے کہ آپ نے جو کتابیں میرے لیے حاصل کی ہیں، وہ آپ نے کفایت اللہ صاحب کے ذریعے ارسال کر دی ہوں گی۔ ہمیں ان کی آمد کا اب تک انتظار ہے۔

آپ نے ایک بار اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا کہ آپ ''چہرہ پس چہرہ'' [2] پر کچھ لکھیں گے، مَیں اب تک آپ کے اس ارادہ کے شرمندۂ تعبیر ہونے کا منتظر ہوں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۵/جنوری ۱۹۸۳ء

(۲۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کی مرسلہ کتابیں ۲۳/جنوری کو دستی اور خط ڈاک کے ذریعہ موصول ہوا، شکریہ! مجھے چاروں کتابیں مِل گئی ہیں۔ ایک کتاب حمید جالندھری [1] کی ''شامِ صحرا'' بھی موصول ہوئی، جو اسلوب احمد انصاری صاحب [2] کے لیے ہے۔ وہ مَیں ان کو اِن شاء اللہ کل دے دوں گا۔ (کتاب پہنچا دی ہے)

''تصانیفِ اقبال'' کی سرسری ورق گردانی کے بعد مَیں پورے اعتماد کے ساتھ کہنے کے مؤقف میں ہوں کہ یہ اقبال پر بہت بڑا کام ہے اور جب تک اقبالیات پر کام ہوتا رہے گا، آپ کا نام زندہ رہے گا۔ شاباش! شاباش! انتہائے جذبات میں آپ کی پیشانی کو چومتا ہوں۔

اس کتاب میں صحت نامہ کے باوجود بہت سی طباعت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ایک جگہ ایک جرمن لفظ بھی غلط چھپا ہے۔ مجھ میں اب اتنی ہمت نہیں رہی ہے (اپنی معذوری کی وجہ سے) کہ کتاب سامنے رکھوں اور صحت نامہ تیار کرتا جاؤں!

''الفاظ'' کو تبصرہ کے لیے کتاب بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے، مَیں اس میں تبصرے کر دوں گا، البتہ ایک نسخہ آپ اسد یار خاں صاحب کو تحفتہً بھیج دیں، اگر آپ چاہیں۔ معلوم نہیں، پروفیسر اسلوب احمد انصاری سے آپ کا ربط ہے یا نہیں! انھیں ایک نسخہ آپ ضرور ارسال کر

دیں اور ان سے براہِ راست تبصرہ کا تقاضا کریں۔ ان کو یہ بھی لکھ دیں کہ آپ ''نقد و نظر'' کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ رسالہ آپ کے پاس نہیں آ رہا ہے تو مَیں یہاں سے خرید کر آپ کو بھیج دوں۔ ابھی انھوں نے اقبال نمبر شائع کیا ہے، شاید تین حصوں میں شائع کریں۔[۳] (اس بارے میں مجھے فوراً مطلع کیجیے گا۔) (مَیں نے اقبال نمبر آپ کے لیے خرید لیا ہے۔ کسی آنے جانے والے کے ذریعے ارسال کر دوں گا۔ اِن شاء اللہ)

بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میرے ساری فرمائشیں پوری کر دی ہیں، لیکن میری فرمائشوں میں مظفر علی سید[۴]، افتخار جالب[۵] اور انیس ناگی[۶] کی کتابیں تنقید سے متعلق تھیں، اگر وہاں کتابیں سیکنڈ ہینڈ مِلتی ہیں تو انھیں کو ترجیح دیجیے گا، مجھے کتابوں کی ضرورت ہے، ڈرائنگ روم سجانے کی نہیں!

مَیں نے ایک بار آپ کو دو کتابوں کے نام لکھے تھے۔ ایک ارسطو کی ''بوطیقا'' کے عربی متن کا اُردو ترجمہ تھا، اور دوسری کتاب ابنِ رشیق یا ابنِ رُشد کے شعریاتی نظریے پر تھی۔ یہ لاہور ہی سے تین چار سال پہلے کسی غیر معروف پبلشر نے شائع کی تھیں اور اس کے مصنف و مترجم بھی زیادہ معروف نہیں ہیں۔ ممکن ہے، وہ کسی کالج کے شعبۂ عربی سے متعلق ہوں۔ مجھے اب نہ کتابوں کے نام یاد ہیں اور نہ مصنف کا ہی نام! یہ بہت چھوٹی ۱۶/۳۰×۲۰ سائز کی ہیں! ان کتابوں کو بھی اپنی فہرست میں شامل کر لیں۔

امید ہے کہ **Iqbal: His Political Ideas** آپ کو اب تک مِل گئی ہوگی۔

صحت اتنی بہتر تو نہیں ہوئی ہے کہ کہوں کہ مَیں اب ٹھیک ہوں، البتہ اس لائق بحمد اللہ ضرور ہو گیا ہوں کہ تھوڑا بہت کام کرنے لگا ہوں۔

نعیم سے فراقی صاحب کے انٹرویو میں کچھ غلطیاں ہیں۔ سب سے پہلی غلطی تاریخ پیدائش کی ہے۔ وہ مجھ سے چھوٹے ہیں، میری تاریخ پیدائش ۲۸/ اکتوبر ۱۹۲۵ء ہے، نعیم ۱۹۲۴ء میں کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ مَیں ان کے گھر سے صحیح تاریخ پیدائش کی تصدیق کروں گا۔ دوسری غلط بیانی خود نعیم کی ہے۔ بارہ بنکی میں ان کی چھوٹی سی زمینداری نہیں تھی، وہ وہاں کے بڑے تعلق دار خاندان سے، ہیں۔ ان کی والدہ سر قاضی عزیز الرحمٰن احمد مرحوم (''دیوان دیتا''، مقدّمہ نگار ''باقیاتِ فانی'' وغیرہ) کی بیٹی ہیں۔ اور ان کی سگی پھوپھی انھیں قاضی صاحب کی بہو ہیں۔ ان کے والد کے (اور میرے والد کے بھی) سگے ماموں راجا نوشاد علی خاں مرحوم تعلق دار رسول پور، میلا رائے گنج اور جہانگیر

آباد (ضلع بارہ بنکی) تھے۔ یہ وہی راجا صاحب مرحوم ہیں، جن کا ملفوظات وغیرہ میں تعلق دار اودھ کی حیثیت سے بہت غلط انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ راجا صاحب مرحوم صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ ان کا تخلص نوشاد تھا اور دیوان ان کے چچا زاد بھائی مہاراجا اعجاز رسول، تعلق دار جہانگیر آباد نے طبع کرایا تھا۔ نعیم کا خط، چند دن ہوئے، آیا تھا۔ انھوں نے تحسین فراقی صاحب کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ انھیں میری طرف سے مبارک باد دیجیے گا کہ امرد پرستی پر انھوں نے نعیم کی اچھی گرفت کی۔۸ اب نعیم کا خط آئے گا تو میں اس کا ذکر کروں گا۔ آپ نعیم کی بھی اس خوبی کی داد دیں گے کہ انھوں نے بلا تکلف اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا۔

''غالب ببلیوگرافی''۹ اگر اب بھی دستیاب ہوگی تو میں اِن شاء اللہ ضرور بھیج دوں گا۔

اسد یار خاں صاحب سے آج ہی پوچھ لوں گا۔ اسد یار خاں صاحب کے نام خط میں آپ نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے، جو قابلِ اعتراض ہو۔ میں خط آج ہی انھیں دے دوں گا۔

عبدالمغنی صاحب کو میں جلد ہی خط لکھوں گا اور ''اقبال اور عالمی ادب'' کے سلسلے میں یاددہانی کرادوں گا۔ (عبدالمغنی صاحب کو آج یکم فروری کو خط لکھ رہا ہوں۔)

میرے افسانوں کا مجموعہ اب بھی میری توجہ کا محتاج پڑا ہوا ہے۔ زیادہ کام کر نہیں سکتا، اس لیے اب تو جو کام ہوگا، سست رفتاری کے ساتھ ہوگا۔

بھائی! ''چہرہ پس چہرہ'' پر تبصرہ کب ہوگا؟ تحسین فراقی صاحب نے تو، بہ تقاضا کتابیں منگوائی تھیں، وہ بھی خاموشی اختیار کر گئے، کسی خط کا جواب ہی نہیں دیتے! انجم نعیم صاحب۱۰ کو بھی یہی شکایت ہے۔ ملاقات ہو تو ہم دونوں کی شکایت پہنچا دیجیے گا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲۶/جنوری ۱۹۸۳ء

مجھے آپ سے صرف ایک ہی شکایت ہے، اور وہ یہ کہ آپ نے ''تصانیفِ اقبال'' میں رشید حسن خاں جیسے جاہل کو بھی سند کے طور پر پیش کیا ہے۔ کم از کم اپنی اس معرکۃ الآرا کتاب کی تو لاج رکھی ہوتی۔

اسد یار خاں صاحب کو آپ کا خط پہنچا دیا ہے۔

(۲۵)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۴رفروری ۱۹۸۳ء موصول ہوا۔ آپ نے جو استفسارات کیے ہیں، ان کے جوابات آپ کو میرے سابقہ خط سے مِل گئے ہوں گے۔

اطمینان ہوا کہ میری مرسلہ کتاب آپ کو ڈاکٹر عقیل صاحب۱ کے ذریعے مِل گئی۔ اس سے زیادہ معتبر ذریعہ اَور کوئی نہ تھا۔

''تصانیفِ اقبال'' آج کل 'دورِ جام' بنی ہوئی ہے!

ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب نے آپ کو اپنی دو کتابیں ''اقبال اور عالمی ادب'' اور ''معیار و اقدار ڈاک'' کے ذریعے ارسال کی تھیں، وہ ان کی رسید وصول یابی کے منتظر ہیں۔ اگر کتابیں آپ کو مِل گئی ہوں (اور اگر نہ بھی مِلی ہوں) تو مجھے اور انھیں، دونوں کو مطلع کیجیے گا۔ تاکیداً عرض ہے!

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۹رفروری ۱۹۸۳ء

(۲۶)

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

کل محترم شہزاد منظر صاحب کا خط موصول ہوا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ ان کو میرے دونوں مضامین کے مجموعوں کا پیکٹ ۲۴رجنوری ۱۹۸۳ء تک موصول نہیں ہوا ہے۔

مَیں نے یہ پیکٹ آپ کو محمد کفایت اللہ صاحب کی معرفت ارسال کیا تھا۔ آپ نے اس کی وصول یابی اور ترسیل کے بارے میں بھی لکھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتابیں ضائع نہ ہوئی ہوں گی، البتہ کسی وسیلے کی منزل پر رُک گئی ہوں گی، اس لیے مہربانی کر کے ان کتابوں کو منظر صاحب تک پہنچوانے کا انتظام کرا دیں۔ اگر یہ کتابیں کراچی پہنچ چکی ہوں تو منظر صاحب

کو مطلع کر دیں کہ وہ کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر کتابیں آپ نے اب تک ارسال نہیں کی ہیں تو مہربانی کر کے اب فوراً ارسال کر دیجیے گا۔ شکرگزار رہوں گا۔

آپ کے خط کا جواب دے چکا ہوں، امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔ جواب کا منتظر ہوں۔
خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام
ابنِ فرید
علی گڑھ، ۵/ مارچ ۱۹۸۳ء

(۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۹/ مارچ ۱۹۸۳ء موصول ہوا تھا، سراپا سپاس ہوں۔

''تصانیفِ اقبال'' کی دونوں کتابیں موصول ہو گئی تھیں اور دونوں حضرات تک پہنچا بھی دی تھیں۔ آپ کو مغنی صاحب کی کتابیں یقیناً نہیں ملی ہوں گی، اس لیے کہ ڈاکٹر جمیل جالبی[۱] بتا رہے تھے کہ پاکستان کسٹم پر ہندوستان کی کتابیں گذشتہ چھے سات ماہ سے روکی جا رہی ہیں۔ یہی بات شہزاد منظر صاحب نے بھی لکھی تھی۔ بہرحال اس بار جامعہ ملیہ، دہلی کے سیمینار میں ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب نے آپ کے لیے اور نعیم صدیقی صاحب اور محمد طفیل صاحب[۲] کے لیے ''معیار و اقدار'' اور ''اقبال اور عالمی ادب'' کے ایک ایک نسخوں کے تین سیٹ مجھے دیے ہیں۔ مَیں اِن شاء اللہ کسی مناسب ذریعے سے آپ کو دستی ارسال کرا دوں گا۔

اس خبر سے خوشی ہوئی کہ آپ ''خطوطِ مودودیؒ'' مرتب کر رہے ہیں اور پہلی جلد اس ماہ میں اِن شاء اللہ منظرِ عام پر آ جائے گی۔

''چہرہ پس چہرہ'' پر آپ کے موعودہ مضمون/ تبصرے کے لیے چشم براہ رہوں گا۔

امید ہے کہ تحسین فراقی صاحب سے آپ کو ''نقد و نظر'' (فکر و نظر نہیں) کے اقبال نمبر، حصہ اوّل کا نسخہ موصول ہو گیا ہوگا۔

ڈاکٹر سلیم اختر صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ انھیں ''چہرہ پس چہرہ'' کا نسخہ نہیں ملا ہے،

حالاں کہ یہ کتاب مَیں نے آپ کو ہی آپ کے نسخے کے ساتھ ارسال کی تھی۔ وزیر آغا صاحب اور انور سدید صاحب[۳] کو آپ نے ہی ارسال کی تھی اور انھیں مِل بھی گئی تھی۔ امید ہے کہ آپ اصل صورتِ حال سے مطلع کریں گے۔ یہ بات تو خاصی پرانی ہو چکی ہے۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۳؍اپریل ۱۹۸۳ء

(۲۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط آرزو صاحب[۱] کی معرفت مِل گیا تھا، شکریہ۔ موصوف آپ کی بے حد تعریف کر رہے تھے۔ نادیدہ پرستار تو مَیں بھی ہوں۔ پرسوں احمد سجاد صاحب[۲] کے ساتھ اسلوب احمد انصاری کے یہاں گیا تھا، وہ بھی آپ کے معترف ہیں۔ انھیں آپ کی کتاب ''تصانیفِ اقبال'' بے حد پسند آئی ہے۔ مَیں نے بھی گزارش کر دی ہے کہ وہ نقد و نظر میں اس پر تبصرہ کر دیں۔ شاید ان کا خود بھی ارادہ ہے۔ آپ کے خط کے موصول ہونے کا ذکر بھی کر رہے تھے۔

شہزاد منظر صاحب کو کتابیں عرصہ ہوا، مِل گئی تھیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر صاحب کا خط مورخہ (؟) مدراس [سے] ہوتا ہوا مجھے ۱۸؍مئی کو موصول ہوا، یعنی آپ کا خط ملنے کے بعد! اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ کتاب کوئی صاحب ان سے لے گئے، انھیں اسی وجہ سے اس کی وصول یابی یاد نہیں رہی۔ چلیے، عذرِ گناہ بدتر از گناہ! اب اس موضوع پر آپ ان سے مزید گفتگو نہ کریں۔

مغنی صاحب کی مرسلہ کتابیں تو کسٹم یا سنسر پر رکی ہوں گی، آپ کو کیسے مِل سکیں گی۔ پاکستان سے پیکٹ بحفاظت آ رہے ہیں، صرف اِدھر ہی کی کتابیں اُدھر نہیں پہنچ رہی ہیں، یہ قدغن اُسی طرف ہے۔ بہر حال مغنی صاحب نے جو کتابیں مجھے دی ہیں، وہ میرے پاس رکھی ہوئی ہیں، جیسے ہی کوئی مناسب ذریعہ مِلا، ارسال کر دوں گا۔

نعیم صدیقی صاحب کی علالت کے بارے میں فضل مِنَ اللہ صاحب کے خط سے آگاہی ہوئی تھی۔ مَیں نے نعیم صاحب کو عیادت کا خط لکھا تھا، اب آپ کے خط کے ذریعے صحت میں سست رفتاری کی اطلاع سے تشویش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کامل عطا کرے، آمین۔ مَیں نے دعا کے لیے خبر ''دعوت'' [دہلی] میں شائع کرادی تھی، تراشا ارسال ہے۔ میری طرف سے عیادت کر لیجیے گا۔

اسد یار خاں صاحب اتنے مصروف ہو چکے ہیں کہ اب ان سے ملاقات بھی نہیں ہو پاتی۔ آپ کی فہرست مَیں نے ان کو دے دی تھی، کتابیں وہ اسی وجہ سے ارسال نہ کر سکے تھے کہ کسٹم پر رُک جائیں گی۔ آپ کفایت اللہ صاحب کو بہ اصرار لکھ دیجیے گا کہ وہ جب آپ کی طرف جائیں تو آپ کی کتابیں لیتے جائیں۔

الحمد للہ، صحت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ کچھ نہ کچھ کام کر ہی رہا ہوں۔ افسانوں کی باری ابھی ذرا دیر میں آئے گی، کیوں کہ آج کل اپنے نامکمل مضامین کو مکمل کرنے میں مصروف ہوں۔

''خطوطِ مودودیؒ'' (اوّل) کے مطالعہ کا مشتاق رہوں گا۔ آپ چاہیں تو ڈاک سے ہی بھیج دیں۔ ادھر کی کتابیں بحفاظت آ رہی ہیں۔ مجھے گذشتہ ماہ میں ہی ادھر سے چار پانچ پیکٹ موصول ہوئے ہیں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ ایک خط اسعد گیلانی صاحب کے نام ہے، انھیں دے دیجیے گا۔ سنا ہے، وہ آپ کے گھر کے سامنے ہی رہتے ہیں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۳۰ رمئی ۱۹۸۳ء

پس نوشت:

یہ اعجاز حنیف ؒ کون ہیں؟ ان کے افسانوں کا مجموعہ محترم ابوسعادت جلیلی صاحب ؒ نے ارسال کیا ہے۔ انتساب مولانا مودودیؒ کے نام ہے۔ افسانوں میں بڑی جان ہے، البتہ بعض مقامات پر زبان کی غلطیاں کھٹکتی ہیں۔ یہ ''سیارہ'' وغیرہ میں کیوں نظر نہیں آتے؟

(۲۹)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کو ایک خط آپ کے گھر کے پتے پر ارسال کیا تھا، اس لفافہ میں ایک خط اسعد گیلانی صاحب کے نام بھی تھا، یقین ہے کہ وہ لفافہ آپ کو موصول ہو گیا ہو گا اور آپ نے اسعد گیلانی صاحب کے نام خط انھیں پہنچا دیا ہو گا۔

آپ کا مرسلہ عید کارڈ مجھے عید سے قبل مِل گیا تھا، اس محبت اور خلوص کا بہت بہت شکریہ!

ابوالخطیب صاحب[۱] نے فضل مِنَ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسعد گیلانی صاحب کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے۔ کیا یہ خبر صحیح ہے؟ فضل مِنَ اللہ صاحب نے اپنے خط میں ایسا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

گیلانی صاحب نے مجھے لکھا تھا کہ وہ "القلم" کی ادبی کانفرنس میں میری شرکت کے بھی خواہش مند ہیں۔ مَیں نے جو خط آپ کی معرفت بھیجا تھا، اس میں لکھا تھا کہ میرے لیے یہ شرکت خوش قسمتی کا باعث ہو گی۔ مَیں نے انھیں یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے وقت سے کافی پہلے مطلع کیا جائے، تاکہ چھٹی منظور کرانے اور ویزا لینے میں زیادہ پریشانی نہ ہو۔[۲] اب اگر خدانخواستہ انھیں یہ حادثہ پیش آیا ہے تو کانفرنس بھی متاثر ہو گی۔ ایک طرف نعیم صدیقی صاحب آپریشن کی وجہ سے تقریباً معذور ہیں، دوسری [طرف] گیلانی صاحب کے بارے میں یہ غیر مصدقہ خبر!

مہربانی کر کے نعیم صدیقی صاحب اور گیلانی صاحب کے بارے میں لکھیں اور یہ بھی دریافت کر کے مطلع کریں کہ کانفرنس کے اب کیا امکانات ہیں، تاکہ مَیں اس کے مطابق اپنا پروگرام بناؤں۔ امید ہے کہ آپ فوری توجہ فرمائیں گے۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

یکم اگست ۱۹۸۳ء

(۳۰)

باسمہٖ تعالیٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک عرصہ سے آپ نے بھلا رکھا ہے۔ چلیے صاحب! ہم ہی میں تھی نہ کوئی بات، یاد نہ تم کو آسکے...

کفایت صاحب اس مہینے کے آخر تک لاہور جا رہے ہیں۔ ان کی معرفت ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب کی دو کتابوں ا۔ ''اقبال اور عالمی ادب'' اور ۲۔ ''معیار و اقدار'' کے تین تین نسخے ارسال کر رہا ہوں۔ ان میں سے ایک سیٹ آپ کے لیے ہے، ایک سیٹ محترم نعیم صدیقی صاحب کے لیے اور ایک سیٹ محمد طفیل، مدیر نقوش کے لیے۔ ان کتابوں کے ساتھ ہی ایک کتاب ''راجندر سنگھ بیدی'' مرتبہ اطہر پرویز بھی ارسال کر رہا ہوں، یہ تاج سعید صاحب کے لیے ہے۔ مہربانی کر کے یہ کتاب فوراً مندرجہ ذیل پتے پر بذریعہ رجسٹری ارسال کر دیجیے گا۔

جناب تاج سعید صاحب

مکتبہ ارژنگ، پوسٹ بکس ۳۲۳، پشاور

انھیں اس کتاب کی اشد اور فوری ضرورت ہے۔

یہاں فی الحال کوئی اَور ایسی کتاب نظر نہ آئی، جو آپ کو تحفتہً ارسال کرتا، خیر پھر آئندہ سہی!

سنا ہے کہ سراج منیر صاحب نے کوئی رسالہ نما کتاب ''روایت'' شائع کی ہے۔ اگر آسانی سے دستیاب ہو تو ارسال کر دیجیے گا۔

مَیں ادھر جولائی سے عارضۂ دل کا بُری طرح شکار ہو گیا ہوں۔ لکھنا پڑھنا، حد یہ کہ خط لکھنا تک دشوار ہو گیا ہے۔ ابھی صحت قابو میں نہیں آئی ہے۔ قلق اس بات کا ہے کہ اس مہینے میں، مَیں نے لاہور اور کراچی آنے کا پروگرام بنایا تھا۔

خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۳/اکتوبر ۱۹۸۳

مکرر:

مغنی صاحب کی کتابیں احتیاط سے متعلقہ حضرات تک پہنچا دیجیے گا، ورنہ انھیں شکایت ہو گی اور مجھے شرمندگی!

(۳۱)

باسمہٖ تعالیٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۲۸/اگست ۱۹۸۳ء کل موصول ہوا۔ (۲۸/اگست؟) اتنے دن یہ خط کہاں رہا؟ اور فراقی صاحب کا خط کب [اور] کیسے اس سفر میں شریک ہو گیا؟ مسئلہ تحقیق طلب ہے!

نعیم صدیقی صاحب کا خط مجھے عرصہ ہوا، مل گیا تھا، اس کا جواب بھی انھیں ارسال کر چکا ہوں۔ آپ کے نام بھی ایک خط لکھا ہے، جو ممکن ہے، کفایت اللہ صاحب کی وساطت سے آپ کو اب تک مل چکا ہو۔ اس میں جو کچھ لکھ چکا ہوں، اس کی تکرار اس خط میں نہیں کر رہا ہوں۔

مَیں ''القلم'' کے سلسلہ میں معلومات کے لیے اس لیے بے چین تھا کہ میرا ارادہ اکتوبر میں پاکستان آنے کا تھا، خواہ 'القلم' کانفرنس ہوتی یا نہ ہوتی۔ اس طرح ....

.... والے ہیں۔ یہی ''نقد و نظر'' کے مہتمم بھی ہیں۔ آپ براہِ راست اسلوب احمد انصاری صاحب کو لکھ دیجیے کہ وہ آپ کو قدوائی کی معرفت ''نقد و نظر'' کے اقبال نمبر کی دونوں جلدیں ارسال کر دیں۔ نمبر تو بس یوں ہی سا ہے، لیکن آپ چوں کہ اقبال پر مطبوعات جمع کر رہے ہیں، اس لیے آپ کے لیے ضروری ہے۔

اس وقت رات کے پونے گیارہ بجے (آپ کے یہاں سوا دس بجے) [ریڈیو پاکستان] ملتان سے شہر نامہ میں اقبال سیمینار کی رپورٹنگ آ رہی ہے، سن رہا ہوں، بس سن رہا ہوں۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

دوسرا خط تحسین فراقی صاحب تک پہنچا دیجیے گا۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۲/نومبر ۱۹۸۳ء

باسمہ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کے خطوط کا جواب بہت تاخیر سے دے رہا ہوں، لیکن کتابوں کی ترسیل کی فرمائش بہت پہلے کرادی تھی۔ یہ کتابیں محمد کفایت اللہ کو ارسال کر دی تھیں۔ اسی میں ''غالب ببلیوگرافی'' بھی ارسال کرائی تھی، شاید مل گئی ہو۔

اب تک آپ کی نظر سے ''نئی نسلیں'' کا وہ شمارہ گذر چکا ہوگا، جس میں میرے تین افسانے اور سلیم احمد پر میرا مضمون شائع ہوا ہے۔

عطاالحق قاسمی صاحب کا ''معاصر'' اور ''خندمکرر'' ا موصول ہوگئی ہے۔ ابھی تک انھیں رسید ارسال نہیں کرسکا ہوں۔ طبیعت ایک بار پھر متاثر ہوگئی ہے۔ اس وقت بھی شدید بلڈ پریشر کے عالم میں خط لکھ رہا ہوں، اس لیے کہ خط کو ایک گھنٹہ بعد انجم نعیم صاحب کے سپرد کرنا ہے۔

اسد یار خاں صاحب سے مَیں برابر کہتا رہتا ہوں اور وہ ہر بار بڑی گرم جوشی سے حساب کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ [اقبال کی] ''طویل نظمیں'' وہ شائع نہیں کررہے ہیں۔

ذرا طبیعت قابو میں آئے تو پھر خط لکھوں گا۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۲۹/اپریل ۱۹۸۴ء

دعوت نامہ پشت پر:

میرے بیٹے صہیب محمود صدیقی سلمہٗ کا رشتہ مسنونہ سید امین الدین حسینی صاحب، مکان ۱۳۶، بلاک ۱۴، فیڈرل بی ایریا، کراچی کی منجھلی صاحب زادی کے ساتھ طے ہوگیا ہے، ابھی تاریخ کا تعین باقی ہے۔ آپ کو پیشگی مدعو کررہا ہوں، البتہ اپنی معذوریِ صحت کی وجہ سے شاید مَیں شریک نہ ہوسکوں۔ اس رشتہ کے طے کرانے میں خصوصی دل چسپی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب نے لی ہے۔

''ادارۂ بتول'' برابر میری کتابیں شائع کررہا ہے۔۲ نہ تو کسی کتاب کا کوئی نسخہ مجھے بھیجا جاتا ہے اور نہ وہ معاوضہ ہی ادا کیا جارہا ہے، جو ۱۹۵۷ء میں طے ہوا تھا۔ ۱۹۶۲ء کے

آس پاس ڈیڑھ ہزار کی رقم ادا ہوئی تھی، اس کے بعد سے پھر خاموشی ہے۔ اس وقت مجھے رائلٹی کی اس تقریب کی وجہ سے، شدید ضرورت ہے۔ اگر آپ حساب صاف کرا کے رائلٹی کی رقم مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کرادیں تو عین نوازش ہوگی۔

Choudhary Noor uddin Usmani
738-15A2, Buffer Zone,
North Karachi, Karachi.

پیشگی شکریہ!

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۳۰/اپریل ۱۹۸۴ء

(۳۳)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

آپ کے ۳۱/مئی ۱۹۸۴ء کے خط کا جواب آج ۲۹/ستمبر کی شب میں لکھ رہا ہوں۔ آپ کا خط کراچی سے واپسی کے بعد ملا تھا۔ بیٹے کی شادی کی تقریب منسوخ کرنی پڑی۔ باتیں بہت سی ہیں، کیا لکھوں۔ بہرحال اب دکھ بھول گیا ہوں کہ وقت خاصا گزر گیا ہے۔ یقیناً اس میں فریقین کے لیے خیر کا پہلو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرمائے۔ کراچی سے واپسی کے بعد میری طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ طبیعت سنبھلی تو یہاں جدہ میں تقرر کا پروانہ ملا اور میں وہاں سے رخصت اور یہاں پہنچنے کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔

انجم نعیم نے میرا خط آپ تک پہنچا دیا، یہی بڑا کرم کیا، ورنہ تین چار خطوط کے علاوہ انھوں نے میرے سارے ہی خطوط اور مسودات تلف کر دیے۔ جس کسی نے جو کتاب دی، ہضم کر بیٹھے۔ ایسے ہی غیر ذمہ دار حضرات اسلام اور تحریک کو بدنام کرتے ہیں۔ وہ شاید ہی آپ کو ''نئی نسلیں'' دیں۔ آپ مذکورہ شمارہ اسد یار خاں صاحب سے منگوالیں۔

''ادارۂ بتول'' سے متعلق حساب نعیم صدیقی صاحب نے ادا کر دیا ہے، آپ کی توجہ کا شکریہ! خدا کرے، آپ کا مکان مکمل ہوگیا ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں آپ سے ملنے کا موقع

نصیب کرے، آمین۔ امید ہے کہ اب آپ کی صحت بالکل ٹھیک ہوگی۔ ''روایت'' کا شمارہ مل گیا تھا، لیکن مَیں سفر کی تیاریوں کی وجہ سے پڑھ نہ سکا۔

اسعد گیلانی صاحب یہاں حج پر آئے، لیکن سوءِ اتفاق کہ ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

میرا تقرر یہاں انجینئرنگ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے ہوگیا ہے، فی الوقت اپنے قیام کے انتظامات میں مصروف ہوں، کچھ موضوع بھی نیا ہے، اس لیے اس کی تیاری میں بھی الجھا رہتا ہوں۔

ملفوفہ دونوں خط آپ کے پڑوسیوں کے ہیں، آپ پہنچا دیں، شکرگزار رہوں گا۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

جدہ، ۲۹؍ستمبر ۱۹۸۴ء

(۳۴)

باسمہ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۳؍مئی ۱۹۸۵ء رمضان شریف میں موصول ہوا تھا، لیکن ان دنوں گیارہ سال کے بعد روزے رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی، اس لیے اس خوشی میں صرف روزے ہی رکھے، کچھ اَور نہ کیا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے کی روانگی ویانا اور ہم دونوں کی فریضۂ حج کی ادائیگی نے مہلت نہ دی۔ ان Excitements سے فرصت مِلی تو پرانے خطوط یادداشت سے محو ہو گئے۔ ادھر چند دن ہوئے، اپنی بیٹی کی 'گرہستی' سے آپ کا خط برآمد ہوا۔ بڑی ندامت ہوئی کہ مَیں نے آپ کے خط کا جواب بھی اب تک نہ دیا۔

یہاں adjust ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ قیام عارضی ہے اور ماحول اجنبی ہے۔ اپنی مشغولیات کے اسباب بھی ساتھ نہیں ہے۔ کتابوں کا سرمایہ سب وطن چھوڑ آیا ہوں، البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ میرے آنے کے بعد سے جدہ کی ادبی محفلوں میں گہما گہمی پیدا ہوگئی ہے۔ یہاں کوئی باصلاحیت شاعر و ادیب تو ہے نہیں، البتہ شعر و شاعری کا شوق بہتوں کو ہے۔

ان میں سے کچھ حضرات کو اپنے نادرالوجود ہونے کا بھی غرّہ ہے، چناں چہ ایک سال قبل کچھ پاکستانی شاعروں میں آپس میں کشیدگی پیدا ہوئی، پھر اِمسال اُن میں میل ہو گیا۔ ہندوستانی شاعر حضرات اپنی الگ شناخت کرانا نہیں چاہتے۔ مَیں صرف تماشائی ہوں، لیکن داد فریاد سے، شور ہنگاموں سے محفوظ نہیں رہ پاتا۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کے جامعہ کراچی میں پہنچ جانے سے خوشی ہوئی۔ مَیں انھیں مبارک باد کا خط لکھ رہا ہوں۔ یقیناً اس نیک کام میں ڈاکٹر جمیل جالبی اور مشفق خواجہ کی دلچسپیوں کو دخل ہوگا۔ ڈاکٹر عقیل اس کے مستحق تھے اور اچھا ہوا کہ وہ صحیح جگہ پہنچ گئے۔

تحسین فراقی صاحب کے بارے میں یہ تو معلوم تھا کہ وہ ایم اے ہو چکے ہیں، لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اُردو میں ایم اے ہیں۔ مبارک باد انھیں پیش کر دیجیے گا۔ خدا کرے، وہ ادب میں بھی کچھ قابلِ تحسین کام کر سکیں، آمین۔

فضل مِنَ اللہ صاحب کے ''پاک ڈائجسٹ'' کا اشتہار ''اُردو ڈائجسٹ'' میں دیکھا تھا، لیکن ان سے جدہ آنے کے بعد رابطہ ختم ہو گیا ہے، اس لیے ان کو میرے whereabouts کا علم نہ ہوگا۔ حفیظ الرحمٰن احسن کی ''سیارہ'' سے متعلق مشغولیت کا علم آپ کے خط سے ہوا تھا، پھر ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی[1] کے ذریعے معلوم ہوا کہ احسن صاحب نے میرا پتا طلب کیا ہے، جو نجات اللہ صدیقی صاحب نے انھیں لکھ دیا ہے۔ پھر اس کے بعد خاموشی اور تعطّل! سنا ہے، ''سیارہ'' کا تازہ شمارہ شائع ہو گیا ہے۔ احسن صاحب سے کہیے کہ اس کا دیدار تو کرائیں۔

اسد یار خاں صاحب تاجر ہیں، تاجروں کی دوستی تاجرانہ ہوتی ہے۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ مجھے یہاں ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے، لیکن انھوں نے میرے کسی خط کا جواب ارسال نہیں کیا ہے۔ بس صرف ایک بار میری کتابیں قیمتاً ارسال کر دی تھیں۔

یہاں صرف ''جنگ''، ''اخبارِ جہاں'' اور ''اُردو ڈائجسٹ'' آتے ہیں۔ ''جنگ'' کا ادبی اڈیشن بھی نہیں آتا۔ اس طرح وہاں کے بارے میں صرف آنے جانے والوں سے تھوڑا بہت معلوم ہو جاتا ہے، مثلاً ابھی تین چار دن ہوئے، صلاح الدین صاحب[2] تشریف لائے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی تھی، کچھ حال احوال معلوم ہوئے تھے۔ اب سنا ہے کہ اسعد گیلانی صاحب آنے والے ہیں۔ ''سیارہ'' کا مذکورہ شمارہ ان کے ذریعے بھیج دیں۔

یہ خط پندرہ دن سے لکھ رہا ہوں، لیکن پورا نہیں ہو پاتا۔ دراصل وہ ماحول ہی نہیں رہا، جس میں ذہن لکھنے پڑھنے کی طرف زیادہ متوجہ رہتا تھا۔ بہر حال یہ عارضی وقفہ ہے، اس درمیان کچھ اور سیکھ لوں گا، جو واپسی پر کام آئے گا، اِن شاءاللہ!

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ پرسانِ حال سے سلام علیک کہیے۔

والسلام

ابنِ فرید

جدہ، ۲۱/نومبر ۱۹۸۵ء

(۳۵)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کی مرسلہ کتاب ۱۹۸۵ء کا ''اقبالیاتی ادب: ایک جائزہ'' چند دن ہوئے، موصول ہوئی، آپ کے تعلقِ خاطر اور عنایت کا بے حد شکریہ!

آپ نے بے حد عالمانہ انداز میں ۱۹۸۵ء کے اقبالیاتی ادب کا جائزہ لیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اقبالیات میں آپ نے جو مستند حیثیت حاصل کر لی ہے، وہ میری نظر میں ان حضرات سے بلند تر ہے، جو ماہرین اقبالیات کہلائے جا رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی معیار کی خدمت اسلامی ادب کی بھی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

آپ کے مذکورہ جائزے میں بعض ایسی کتابوں کا ذکر ہے، جو خاصی اہم ہیں، لیکن انھیں خرید کر یہاں منگوانا نہیں چاہتا، کیوں کہ یہاں وہ بار بن جائیں گی۔

آج کل کیا مصروفیات ہیں۔ خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔ پرسانِ حال سے سلام علیک کہیے گا۔

والسلام

ابنِ فرید

جدہ، ۲۸/فروری ۱۹۸۷ء

(۳۶)

باسمہ تعالیٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

مَیں اب سعودی عرب سے مستقلاً واپس ہو رہا ہوں۔ فی الوقت ۱۶/ اگست کا ریزرویشن کرایا ہے، دیکھیے کیا صورت ہوتی ہے۔

''سیارہ'' شمارہ ۲۶ میں آپ کا مکتوب اور اس میں اپنا ذکر نظر نواز ہوا، سراپا سپاس ہوں۔ آپ نے جس مضمون کے بارے میں استفسار کیا ہے؛ وہ، وہ نہیں ہے، جو اس شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ مضمون لکھا نہیں جاسکا، کیوں کہ مَیں نے جو یادداشتیں تیار کی ہیں، وہ سب بالواسطہ، یعنی سید نظر زیدی صاحب کی تحریر مشمولہ ''سیارہ'' ۲۳ سے ماخوذ ہے [کذا]۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ندیم قاسمی صاحب کی تحریر خود بھی دیکھ لوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ''آتش فشاں''، لاہور کا ''سید مودودیؒ'' نمبر دستیاب ہو جائے یا قاسمی صاحب کے انٹرویو کی نقل میسر آ جائے، تا کہ مَیں پورے اعتماد کے ساتھ، جو کچھ لکھنا چاہتا ہوں، لکھ سکوں۔

سنا ہے کہ قاسمی صاحب نے اپنے ''رواں دواں'' کے کالم میں تین چار ماہ قبل میرا بھی ذکر کیا ہے۔ اگر اس مخصوص کالم کی نقل دستیاب ہو سکے تو بڑا کرم ہوگا۔

ہندوستان میں میرا پتا فی الوقت شعبہ [عمرانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی] ہی کا ہوگا۔

خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

جدہ، ۳۰/ جولائی ۱۹۸۸ء

(۳۷)

باسمہ تعالیٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا کرم نامہ مورخہ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۸۸ء مجھے وسط جنوری ۱۹۸۹ء میں موصول ہوا تھا، اس کے ساتھ ہی جریدہ ''کابیدی نمبر'' بھی موصول ہوا، سراپا سپاس ہوں۔ جواب میں تاخیر کے لیے معتذر رہوں۔ ۶/ جنوری ۱۹۸۹ء کو میرے سب سے بڑے بھائی کا اچانک دماغ

کی [شریان] پھٹ جانے اور فالج کے حملہ کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ سانحہ ہمارے لیے بہت بڑا تھا۔ ان کی مغفرت کی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے، آمین۔

آپ کو ایک پرانی زحمت دینا چاہتا ہوں، مجھے وہاں کی تازہ مطبوعات کی ضرورت ہے اور آیندہ بھی رہے گی۔ اگر آپ انھیں میرے لیے جمع کرتے رہیں اور حسب موقع ارسال کرتے رہیں تو بڑی نوازش ہوگی۔ جہاں تک ان کی قیمتوں کا سوال ہے تو اس طرف سے آپ مطمئن رہیں۔ ادائگی اِن شاء اللہ بروقت ہو جائے گی۔

فی الوقت مجھے مندرجہ ذیل کتابوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ پر بارِ خاطر نہ ہو تو میرے لیے جمع کر لیں:

۱۔ ''دانائے راز''، حصہ دوم و سوم
۲۔ ''اقبال یورپ میں''، درّانی (انگریزی یا اُردو، جس شکل میں ہو)
۳۔ ''اُردو میں ادبی تحریکیں''، ڈاکٹر انور سدید
۴۔ ''اُردو کی مختصر ترین تاریخ''، ڈاکٹر انور سدید

(مَیں ان کو بھی لکھ رہا ہوں، اگر آپ تک پہنچا دیں تو اچھی بات ہے، ورنہ خرید لی جائیں۔)

انتظار نعیم صاحب[؟] نے اسعد گیلانی صاحب کے اپنے نام دو خطوط کی عکسی کاپیاں مجھے ارسال کی ہیں، جن سے معلوم ہوا کہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ / مارچ کو ''ادارۂ علم و ادب'' کا اوّلین اجلاس ہونے جا رہا ہے۔ سید اسعد گیلانی صاحب نے میرا ذکر بھی کیا ہے، لیکن ابھی تک موصوف کا کوئی خط براہِ راست مجھے موصول نہیں ہوا ہے۔ کوئی پروگرام یا اطلاع، کچھ بھی موصول نہیں ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں شرکت کے لیے کوئی ارادہ نہیں کر پا رہا ہوں۔ وقت بے حد تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۶ / مارچ ۱۹۸۹ء

مکرر:

مَیں یہاں سے ریٹائر ہو چکا ہوں، اِن شاء اللہ مئی کے آخر تک مستقلاً رام پور چلا جاؤں گا۔ وہاں کا پتا پھر لکھوں گا۔

(۴۸)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

آپ کے تمام خطوط اور تمام مرسلہ کتابیں مع پلاسٹک بیگ موصول ہوئیں، سراپا سپاس ہوں۔ میری واپسی سے جو خوشی آپ کو ہے، وہی خوشی مجھے ریٹائر ہو کر متاہلانہ زندگی گزارنے اور اپنے تحریر و تصنیفی کاموں کو جاری رکھنے کا موقع میسر آنے پر ہے۔ اللہ تعالےٰ کام کی آسانیاں فراہم کر دے۔

سلیم اختر صاحب کو مَیں الگ خط لکھ رہا ہوں۔

منظر عباس نقوی کی مذکورہ کتاب[1] کی فوٹو کاپی مَیں نے کرالی ہے۔ دستی بھجوا دوں گا، اِن شاء اللہ۔ اسے دیکھا تو اقبال پر ایک مختصر عنوان میسر آ گیا۔ اب مجھے اس ترجمے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، جو عبدالعزیز خالد نے کیا ہے۔ کیا وہ مجھے میسر آ سکتا ہے؟[2]

مرزا سعید الظفر چغتائی صاحب[3] کے بارے میں عرض ہے کہ وہی حضرت ہیں، جن کا وجود علی گڑھ میں ہے۔ دریاباد کے ہیں، مولانا عبدالماجد دریابادی کے عقیدت مند رہے ہیں۔ ان کے بارے میں جلد ہی معلومات حاصل کر کے مطلع کروں گا۔ ان کی کتاب[4] کے بارے میں بھی مطلع کروں گا، باذن اللہ۔

ادبی کنونشن میں شرکت نہ کر سکنے کا قلق مجھے بھی ہے، لیکن وہ وقت میرے لیے مناسب نہیں تھا۔ اب اکتوبر نومبر میں آنے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ پاکستان کا سفر یوں بھی ضروری نظر آنے لگا ہے کہ مَیں اپنی کتاب ''ہم عصر نقاد'' اس سال کے آخر تک مکمل کر لینا چاہتا ہوں۔[5] اس مقصد کے لیے مجھے کچھ پاکستان میں بھی تلاش و جستجو کرنی ہو گی۔ دیکھیے، اللہ تعالےٰ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

علی گڑھ، ۱۹ر مئی ۱۹۸۹ء

چند خطوط اَور بھی ملفوف ہیں، زحمت کر کے انھیں مکتوب الیہان تک پہنچا دیجیے، شکریہ!

مکرر:

مَیں جون کے پہلے ہفتہ میں مستقلاً رام پور منتقل ہو رہا ہوں، وہیں کے پتے پر جواب ارسال فرمایئے، جوحسب ذیل ہے:

Dr. Ibne Farid,
c/o Dr. Ch. Rafi uddin Usmani,
City Post Office Road,
Rampur (U.P) 244901

(۳۹)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم! السلام علیکم

عنایت نامہ بصارت نواز ہوا، سراپا سپاس ہوں۔ آپ کے حادثہ کی اطلاع سے تشویش ہوئی۔ خدا کرے، اب آپ کا فریکچر ٹھیک ہو گیا ہو اور آپ معمول کے مطابق کام کرنے لگے ہوں، آمین۔ کیا لاہور میں اب صرف حادثے ہوتے ہیں؟!

منظر عباس نقوی کی اصل کتاب بالکل ناپید ہے۔ مَیں نے تو ان کا ذاتی نسخہ ان سے مانگ کر فوٹو کاپی کرائی تھی۔ بڑی مشکل سے دیا تھا۔ انھیں خطرہ تھا کہ مَیں واپس نہ کروں گا۔ جب واپس کر دیا تو بے حد شکر گزار ہوئے۔ ویسے یہ کتاب اتنی اہم بھی نہیں ہے کہ اس کا اصل نسخہ حاصل کیا جائے۔ مَیں نے انھیں کچھ مشورے دیے تھے، لیکن اب جب کہ بغیر ہلدی پھٹکری کے وہ پروفیسر ہو گئے ہیں اور آج کل شاید صدرِ شعبہ بھی ہیں تو کام کرنے سے کیا فائدہ!

اچھا ہوا کہ آپ کو چغتائی صاحب کی کتاب کے کوائف مل گئے۔ رام پور آ جانے کے بعد ان سے ملاقات کی کوئی سبیل بھی نہیں رہی ہے۔

محمد یوسف اصلاحی صاحب؎۲ آج کل کویت گئے ہوئے ہیں۔ میری ان سے ملاقات نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ بہرحال جب بھی ملاقات ہوئی، آپ کا سلام اور ''شکوہ جوابِ شکوہ'' کا تقاضا کر دوں گا۔ اقبال کے شکوہ کے ساتھ آپ کا شکوہ بھی ان سے کر دوں گا۔

مَیں شاید ۶ سے ۱۲ جنوری ۱۹۹۰ء تک جامعہ ازہر، قاہرہ کے سیمینار میں شرکت کے لیے مصر جاؤں۔ یہ ارادہ مصمم اُس وقت ہوگا، جب ویزا اور ٹکٹ آ جائے گا۔ واپسی پر عمرہ کرتا

ہوا کراچی و لاہور بھی حاضر ہوں گا، بشرطیکہ پاکستان کا ویزا مل جائے۔ اگر ویزا کے لیے وہاں کسی صاحب کا پتے دینے کی ضرورت ہوتو کس کا پتا دیا جائے؟

خدا کرے، آپ مع متعلقین مع الخیر ہوں۔

مقالہ کے آف پرنٹ کا شکریہ۔ مضمون معیاری و تحقیقی ہے، لیکن شاید شبلی پرستوں کو پسند نہ آیا ہو۔[۳]

مَیں نے آپ سے عبدالعزیز خالد کی کتاب ''اقبال کے خطوط، عطیہ کے نام'' کا تقاضا کیا تھا، شاید آپ بھول گئے۔

والسلام
ابنِ فرید
رام پور، ۷؍دسمبر ۱۹۸۹ء

مکرر:

دونوں خطوط مکتوب الیہ حضرات کو دے دیجیے گا، شکریہ!

(۴۰)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ لوگوں سے رخصت ہوا تو بہت سی یادیں اپنے ساتھ لایا۔[۱] اکثر آپ لوگوں کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ آپ لوگوں کے خلوص و محبت نے دل جیت لیا، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر دے۔

آپ نے جو خطوط دیے تھے، وہ یہاں پہنچتے ہی ڈاک سے روانہ کر دیے تھے۔ انتظار نعیم صاحب کو بھی آپ کا خط ارسال کر دیا تھا۔ امید ہے کہ وہ توجہ کریں گے۔

منظر عباس نقوی صاحب کی کتاب کا فوٹو اسٹیٹ مَیں نے بھائی کو دے دیا تھا، امید ہے کہ اب تک انھوں نے آپ کو بھیج دیا ہوگا۔

شاذلی صاحب کے مضمون کی نقل جلد ارسال کروں گا، اِن شاء اللہ۔ پہلے اسے تلاش تو کرلوں۔

بقیہ کتابیں اسی وقت دستیاب ہو سکیں گی، جب مَیں خود دہلی جاؤں گا۔
عبدالعزیز خالد کے ترجمہ ''خطوطِ اقبال، بنام عطیہ فیضی'' کی فوٹو کاپی عنایت کر دیجیے گا۔ کچھ کتابیں ڈاک سے ارسال کر دیجیے، عنایت ہوگی۔
خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ پرسانِ حال سے سلام علیک کہیے۔ کچھ خطوط اپنے ہمسایوں تک پہنچا دیجیے۔
ریاض احمد کے نام کا خط صابر قرنی صاحب[۲] کو دے دیجیے گا۔

والسلام
ابنِ فرید
رام پور، ۲۲ر فروری ۱۹۹۰ء

(۴۱)

باسمہ تعالیٰ

برادرم! السلام علیکم
ایک خط اس سے قبل ارسال کر چکا ہوں، امید ہے، موصول ہو گیا ہوگا۔
آپ کا ارسال کردہ کتابوں کا دوسرا پیکٹ بھی موصول ہو گیا تھا۔ اگر اب بھی کچھ کتابیں باقی رہی گئی ہوں (مجھے یاد نہیں) تو ارسال کر دیجیے گا۔
م خ شاذلی کے مضمون ''اقبال... ایک فرقہ پرست شاعر'' کی فوٹو کاپی ارسال کر رہا ہوں۔ اس میں سردار جعفری[۱] پر گرفت نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مضمون کوئی اَور ہے اور کسی اَور رسالے میں شائع ہوا ہے۔ بہر حال جیسے ہی وہ ہاتھ لگا، اس کی فوٹو کاپی بھی ارسال کر دوں گا۔
آپ نے جن کتابوں کی فہرست لکھ کر عنایت کی تھی، ان کی تلاش میں بھی ہوں، دستیاب ہوتے ہی ارسال کر دوں گا۔
خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ تمام احباب و رفقا سے سلام علیک کہیے گا۔

والسلام
ابنِ فرید
رام پور، ۴ر مارچ ۱۹۹۱ء

(۴۲)

باسمہ تعالےٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

معتذر ہوں کہ ایک عرصے سے آپ سے مراسلاتی رابطہ قائم نہ رکھ سکا۔ بیماریوں نے کچھ ایسا طول کھینچا کہ پورے آٹھ مہینے زندگی سے خارج ہو گئے۔ پھر بھی اللہ سبحانہٗ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے دوبارہ کام کرنے کے لائق بنا دیا۔

"خطوطِ اقبال، بنام عطیہ فیضی" مترجمہ منظر عباس نقوی کی دوبارہ نقل تیار کرا کے ارسال کر رہا ہوں۔ آپ نے کتابوں کی جو فہرست دی تھی، وہ مَیں نے کہیں حفاظت سے رکھ دی ہے، اِن شاء اللہ مِل جائے گی۔ اس میں سے جو کتابیں مِل جائیں گی، خرید کر ارسال کر دوں گا۔

چند خطوط ارسال کر رہا ہوں، مکتوب علیہان [کذا] کو ارسال کر دیں، عین نوازش ہوگی۔

آج کل آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟

خدا کرے، آپ سب حضرات مع الخیر ہوں۔ پرسانِ حال سے سلام علیک کہیے۔ اس پیکٹ کے موصول ہونے پر مطلع کیجیے گا۔

والسلام

ابنِ فرید

رام پور، ۵ر ستمبر ۱۹۹۲ء

پشت ورق بھی ملاحظہ فرمائیں:۱

(۴۳)

باسمہ تعالےٰ

برادرم ہاشمی صاحب! السلام علیکم

یہ خط دو سال سے لکھا رکھا ہے، لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ خط ارسال کرنا رہ جاتا ہے۔ ۲۵ر مئی ۱۹۹۴ء کو شاید یہ چلا جاتا، لیکن جب معلوم کرایا تو پتا چلا کہ قاصد تو صبح ہی جا چکے ہیں۔ اب دوبارہ اپنے شاگرد جمیل احمد شمسی انجینئر کے ذریعے ارسال کر رہا ہوں۔ خدا کرے، اس بار مایوسی نہ ہو۔

آپ کو کتابوں کا پیکٹ ارسال کیا تھا، آپ نے اس کی رسید سے بھی مطلع نہ کیا، اس قدر خاموشی کیوں!

کوئی آنے جانے والا ہو تو عبدالمغنی صاحب کی کتاب ''Iqbal as Poet'' ارسال کر دیجیے گا، ضرورت ہے۔ شاید اس کا حصول آپ کے لیے آسان ہو۔

خدا کرے، آپ مع الخیر ہوں۔ سب سے سلام علیک کہیے گا۔

والسلام

ابنِ فرید

رام پور، ۲۳؍جون ۱۹۹۴ء

(۴۴)

باسمہٖ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کے والد صاحب کے انتقال کی خبر ہفتہ وار ''ہماری زبان'' سے موصول ہوئی، انتہائی صدمہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ انھیں غریقِ رحمت کرے اور آپ لوگوں کو جزاے خیر وصبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔ مرحوم سے صرف ایک مختصر سی ملاقات منصورہ کی مسجد میں ہوئی تھی۔[۱]

حیدر آباد کے اجتماعِ ارکان میں اس لیے شرکت ممکن ہوگئی تھی کہ یہاں رام پور سے پندرہ ارکان گئے تھے۔ ان لوگوں نے میری مدد کی، بالکل احساس ہی نہ ہوا کہ مَیں عالمِ سفر میں ہوں۔ اس کے علاوہ بھی سفر کرتا ہوں تو کوئی نہ کوئی ساتھی تلاش کر لیتا ہوں۔

رسالہ ''حجاب'' اِن شاء اللہ ڈاک سے رجسٹرڈ ارسال کروں گا۔ لوگ ساتھ لے جانے سے گھبراتے ہیں، کیوں کہ بارڈر پر سیکورٹی والے بے حد پریشان کرتے ہیں۔ بہر حال جلد ہی ایک ساتھ چند ایک پرچے ارسال کر دوں گا۔ ویسے اب مَیں نے یہ کارروائی شروع کر دی ہے کہ رسالہ انٹرنیٹ پر دکھایا جایا کرے، اس طرح بہت کچھ ترسیل کا مسئلہ حل ہو جائے گا، اِن شاء اللہ۔[۲]

آپ کی فرمائش پر اپنے مختصر حالات وکوائف ارسال کر رہا ہوں۔ ایک زمانے میں جناب حفیظ الرحمٰن احسن صاحب ''سیارہ'' کا ایک گوشہ شائع کرنا چاہتے تھے، مَیں نے ان کو چند ایک انٹرویو کی نقول، مضامین اور افسانے وغیرہ ارسال کیے تھے۔ اگر ان کے پاس محفوظ ہوں اور وہ ان

کی نقول آپ کو دینے کو رضامند ہوں تو ان سے لے لیجیے، ورنہ مجھے لکھیے، مَیں آپ کو ایک بار اور ارسال کر دوں گا۔ اگر آپ اپنی ضرورت کی نوعیت سے مطلع کرتے تو مَیں اس نوعیت سے سوچتا۔

''ترجمان القرآن'' کے چند پرچے، دو سال ہوئے، آئے تھے۔ اس کے بعد جلد ہی یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ہم ''حجاب'' سادہ ڈاک سے پاکستان اس لیے نہیں بھیجتے ہیں کہ وہ موصول ہونے والے تک نہیں پہنچتا۔ بہتر طریقہ یہی ہوتا ہے کہ چند ایک پرچے اکٹھا کر کے رجسٹری سے ارسال کر دیے جائیں۔ ''ترجمان القرآن'' شاید اس وجہ سے بند ہو گیا کہ ''حجاب'' وہاں موصول نہ ہوتا ہو گا، جب کہ ہم عام ڈاک سے انھیں برابر بھیجتے رہے تھے۔

میری کتابیں ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہیں۔ اگر شائع ہوں گی تو آپ حضرات کو ضرور پہنچیں گی۔ اب چھپوانے کی سوچ رہا ہوں۔

خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

رام پور، ۲۱/اپریل ۱۹۹۸ء

(۴۵)

باسمہ تعالیٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک خط اس سے قبل ایک صاحب کی معرفت دستی بھیج چکا ہوں، خدا کرے، آپ تک پہنچ گیا ہو۔ پھر بھی تمام شبہات کے ازالے کے طور پر اپنا سوانحی خاکہ دوبارہ ارسال کر رہا ہوں، تاکہ آپ کی ضرورت پوری ہو سکے۔

''حجاب'' کے ۱۹۹۸ء کے شروع نصف سال کے شمارے ارسال کر رہا ہوں۔ کچھ پیکٹ دوسروں کو بھی پہنچانے ہیں، اس کی زحمت آپ کو دے رہا ہوں، معذرت کے ساتھ!

میری جو بھی کتاب، جیسے ہی، شائع ہو گی، آپ احباب کو ارسال کر دی جائے گی، اطمینان رکھیں۔

''ترجمان القرآن'' موصول نہیں ہو رہا ہے۔ ہم دونوں کو اس کے مطالعہ کا اشتیاق رہتا ہے، توجہ فرمائیں۔

خدا کرے، آپ حضرات مع الخیر ہوں۔

والسلام

ابنِ فرید

رام پور، ۳/جون ۱۹۹۸ء

(۴۶)

باسمہ تعالےٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

ایک عرصہ کے بعد آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ اس دوران آپ لوگوں کی یاد بہت آتی رہی۔ حسن اتفاق کہ اس بار جناب محمد حمید انصاری صاحب نے ایک موقع فراہم کر دیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھا رہا ہوں۔

مَیں نے مارچ ۱۹۹۹ء میں آپ کو اور تحسین فراقی صاحب، نعیم صدیقی صاحب، حفیظ الرحمٰن احسن صاحب اور پروفیسر خورشید احمد صاحب کو ''حجاب'' کے دس مہینے کے شمارے پیکٹ میں سادہ ڈاک سے بھیجے تھے۔ میرے ملازم نے سادہ ہوائی ڈاک سے ارسال کر دیے تھے۔ امید ہے، تقریباً نہیں ہے کہ وہ پیکٹ آپ حضرات کو ملے ہوں گے۔

''ترجمان القرآن'' برابر موصول ہو رہا ہے، اس کا بہت بہت شکریہ۔ اسی کے ذریعہ یہ خبر ملی کہ ''تذکرۂ مودودیؒ'' کی جلد دوم وسوم شائع ہو گئی ہیں اور ان میں سے ایک جلد میں میرا مضمون ہے۔ مجھے ان دونوں جلدوں کے مطالعے کا بے حد اشتیاق ہے۔ اگر آپ یہ دونوں جلدیں مجھے رجسٹرڈ ڈاک سے بھجوا دیں تو بے حد عنایت ہو گی۔ ان کی قیمت اور صرفہ ڈاک سے مجھے مطلع کریں، مَیں اِن شاء اللہ وہیں پاکستان میں ادا کرا دوں گا، اطمینان رکھیں۔[۲]

میرا ایک مضمون ہے: ''Islamic Social System'' یہ مَیں نے انگریزی میں لکھا تھا۔ مضمون طویل ہے، اس لیے اُردو میں ترجمہ کرنے کی ہمت نہیں ہو سکی ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کا ترجمہ اُردو میں کر ڈالیں اور ''ترجمان القرآن'' میں شائع ہو جائے تو ایک بڑی کمی کا ازالہ ہو جائے گا۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟

''حجاب'' کے دو خاص نمبر اور ایک تازہ شمارہ ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ یہ نمبر آپ کو پسند آئیں گے۔ اگر ممکن ہو تو ''ترجمان القرآن'' میں تبصرہ کر دیں۔

خدا کرے، آپ بخیر و عافیت ہوں۔ سب سے سلام علیک کہیے۔

والسلام

ابنِ فرید

رام پور، ۲۴/نومبر ۱۹۹۹ء

(۴۷)

باسمہٖ تعالیٰ

برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

مَیں نے اس سے قبل ایک صاحب کی معرفت ''حجاب'' کے دو شمارے اور ایک خط ارسال کیا تھا، امید ہے، موصول ہو گئے ہوں گے۔ اب ایک شمارہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۹۹ء بھی ارسال کر رہا ہوں۔ اس پیکٹ میں چند احباب کے لیے بھی یہی شمارہ ملفوف ہے، امید ہے کہ ان تک آپ پہنچا دیں گے۔

محترم آسی ضیائی صاحب کے لیے دونوں خاص نمبر اور نومبر دسمبر کے شمارے ارسال کر رہا ہوں، امید ہے کہ انھیں بھی آپ پہنچا دیں گے۔

آپ کے تبصرے سے ہی علم ہوا کہ ''تذکرۂ مودودیؒ'' کی دو جلدیں دوم وسوم شائع ہو گئی ہیں، متشکر ہوں کہ آپ نے میرے مضمون کو خاص اہمیت دی۔ اس امر نے ان دونوں جلدوں میں خصوصی دل چسپی پیدا کر دی ہے۔

مہربانی کر کے یہ دونوں جلدیں مجھے ارسال کر دیں۔ ''حجاب'' کی نائب مدیرہ پروین فاطمہ کراچی سے آپ کو یہ خط ارسال کر رہی ہیں۔ کتابیں انھیں کے پتے پر ارسال کر دیں۔ ان کی قیمت اور ڈاک خرچ مجھے لکھ دیں، تاکہ مَیں آپ کو مذکورہ رقم ارسال کرا دوں۔ آپ اطمینان رکھیں، واجبات کی ادائگی فوراً کرا دوں گا، اِن شاء اللہ۔ ساتھ ہی یہ بھی ضرور لکھ دیجیے گا کہ ایک امریکی ڈالر کتنے پاکستانی روپے کے برابر ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ چیک ڈالر میں آئے گا۔ اس میں آپ کو کرنسی ایکسچینج میں فائدہ رہے گا۔

اصولاً تو مجھے وہ جلد اعزازی ملنی چاہیے، جس میں میرا مضمون ہے۔
پروین فاطمہ اپنا کراچی کا پتا لکھ دیں گی۔
خدا کرے، آپ مع متعلقین مع الخیر ہوں۔

والسلام
ابنِ فرید
رام پور، ۱۱ر جنوری ۲۰۰۰ء

(۴۸)

باسمہٖ تعالےٰ

رام پور، ۲۶ر جون ۲۰۰۰ء
برادرم ڈاکٹر ہاشمی صاحب! السلام علیکم

آپ کے دونوں خطوط موصول ہوئے، لیکن مَیں اپنی صحت کی مسلسل خرابی کی وجہ سے جواب نہ دے سکا۔ جواب ارسال کرنے میں تاخیر بھی اسی وجہ سے ہوئی، معتذر ہوں۔

''تذکرۂ مودودیؒ'' کی جلد دوم وسوم آپ SURFACE MAIL سے رجسٹرڈ بھیج دیں، مجھے دیر یا سویر مِل ہی جائیں گی۔ SURFACE MAIL میں ڈاک خرچ بہت کم ہو گا، لیکن حفاظت کے طور پر رجسٹری کرانا ضروری ہے، ورنہ مجھے موصول نہ ہوں گی۔ آپ کی اس کرم فرمائی کے لیے بے حد متشکر ہوں گا۔

اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ اس کی قیمت اور ڈاک خرچ ضرور لکھ دیں۔ مَیں اپنے بیٹے کے ذریعے ارسال کرادوں گا۔ اس سلسلے میں تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میری کوئی کتاب فی الحال شائع نہیں ہوئی ہے، جیسے ہی کوئی کتاب شائع ہو گی، آپ حضرات کو ارسال کر دوں گا۔

خدا کرے، آپ مع متعلقین مع الخیر ہوں۔ اپنا فون نمبر لکھ دیجیے گا۔

والسلام
ابنِ فرید

حواشی:

خط نمبر ا:

ا بیسویں صدی پبلی کیشنز، دہلی نے مکتوب الیہ کی مرتبہ کتاب "خطوطِ اقبال" (مکتبہ خیابانِ ادب، لاہور، ۱۹۷۶ء) کا عکسی اڈیشن بلا اجازت شائع کر دیا تھا، تاہم مکتوب الیہ کے مطالبے پر ناشر نے "خطوطِ اقبال" کے چند نسخے انھیں ارسال کر دیے۔

۲ پروفیسر آلِ احمد سرور (۹ر ستمبر ۱۹۱۱ء - ۹ر فروری ۲۰۰۲ء) سے مکتوب الیہ کی پہلی ملاقات اقبال کانگریس (لاہور، ۲ تا ۹ر دسمبر ۱۹۷۷ء) کے موقع پر ہوئی تھی، جس میں انھوں نے سرور صاحب کو بتایا تھا کہ "خطوطِ اقبال" اور "اقبال بحیثیت شاعر" شائع ہو چکی ہیں۔ اس اطلاع سے ابنِ فرید صاحب سمجھے کہ ہاشمی صاحب کا پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ مکمل ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ دراصل یہ مقالہ ۱۹۸۰ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، ۱۹۸۱ء میں یونیورسٹی نے اس پر سند عطا کی اور ۱۹۸۲ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کی طرف سے کتابی صورت میں بعنوان "تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" شائع ہوا۔

۳ (تنقیدی مضامین کا مجموعہ) "چہرہ پس چہرہ"، مطبوعہ ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔

۴ ڈاکٹر غلام حسین اظہر (م: ۲۷ر اکتوبر ۲۰۰۲ء) آزاد کشمیر کے متعدد کالجوں میں اردو کے استاد رہے اور بطور پرنسپل گورنمنٹ کالج، بھمبر سبک دوش ہوئے۔

خط نمبر ۲:

ا ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (۱۵ر اگست ۱۹۲۴ء - ۱۳ر جون ۲۰۰۷ء) معلم، مؤرخ، محقق، نقاد؛ استاد و صدر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور؛ استاد اردو، استنبول یونیورسٹی؛ سیکرٹری بزمِ اقبال، لاہور؛ تاریخ ادبیاتِ اردو، اقبالیات، اکبر الہ آبادی اور مولانا ظفر علی خاں اُن کی دل چسپی کے خاص موضوعات تھے۔ یہاں اشارہ ہے اُن کے مضمون "اقبال کے عمرانیاتی تصورات" کی طرف، جس کا تراشا ابنِ فرید صاحب کو ارسال کیا گیا تھا۔ یہ مضمون بعد میں ڈاکٹر صاحب کی کتاب "اقبال۔ ایک مطالعہ" میں شامل ہوا (مطبوعہ: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۷ء)۔

۲ یہاں اشارہ ہے اُن کے مضمون "کلامِ اقبال میں عمرانیاتی حرکیت" کی طرف، جو سیارہ کے شمارہ ۳۹ (دسمبر ۱۹۹۵ء) میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ مضمون اُن کے مجموعہ "مَیں، ہم اور ادب" میں شامل ہے۔

۳ اقبال کی بعض انگریزی تحریروں کے بارے میں متعدد غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں، مثلاً عبدالواحد معینی نے "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" (خطبہ علی گڑھ) کو Islam as a Moral & Political Ideal کا ترجمہ بتایا ہے، یہ بات درست نہیں ہے؛ خطبہ علی گڑھ کا عنوان ہے: The Muslim ... A Sociological Study Community۔ معینی صاحب کے حوالے سے ابنِ فرید صاحب بھی الجھن کا شکار تھے، تاہم مکتوب الیہ نے بذریعہ خط صورتِ حال کی وضاحت کر دی۔ ابنِ فرید صاحب کو خطبہ علی گڑھ کے انگریزی متن کی تلاش بھی تھی،

جو اس زمانے میں کہیں دستیاب نہ ہو سکا۔ ہاشمی صاحب کو حسنِ اتفاق سے مذکورہ مضمون کا اصل مسودہ ۱۹۸۰ء میں جاوید منزل، لاہور سے دستیاب ہو گیا، جسے انھوں نے اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے میں بطور ضمیمہ شامل کر لیا، نیز اس کی نقل ابنِ فرید کو ارسال کر دی تھی۔

۴ خواجہ منظور حسین (۱۹۰۴ء-۲۰/اگست ۱۹۸۶ء) استاد انگریزی، مسلم یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج، لاہور (یہاں پرنسپل بھی رہے)۔ ان کی کتاب "اقبال اور دوسرے شعرا" کا ذکر ہے (نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۷۷ء)۔

خط نمبر ۳:

۱ مطبوعہ: الفاظ، علی گڑھ، جنوری فروری ۱۹۷۹ء

۲ Letters of Iqbal، مطبوعہ: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۸ء

۳ اس کا ذکر مراسلہ نمبر ۲ کے حاشیہ نمبر ۳ میں آ چکا ہے۔

خط نمبر ۴:

۱ عبداللطیف اعظمی (۱۹۱۷ء-۲۰۰۲ء) مصنف، مؤلف، مترجم، ادیب، مدیر جامعہ دہلی۔ مزید دیکھیے: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کا ان پر تعزیتی شذرہ مطبوعہ: "اقبالیات"، لاہور، شمارہ جنوری تا مارچ ۲۰۰۳ء

۲ اسد یار خاں، جو علی گڑھ کے اشاعتی ادارے ایجوکیشنل بک ہاؤس کے مالک بھی ہیں۔

۳ مکتوب الیہ اس خدمت کے لیے رضامند تھے، مگر اسد یار خاں کے اپنے عزمِ سفرِ پاکستان کے سبب اس کی ضرورت نہ رہی۔ اس کا ذکر مراسلہ نمبر ۵، مرقومہ ۸/ مارچ ۱۹۷۹ء میں ہے۔

۴ صحیح: ڈاکٹر غلام عمر خاں

۵ شمیم احمد (۱۹۳۳ء-۱۹۹۳ء) معلم، ادیب، نقاد، کالم نگار، محقق: استاد اردو، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ و جامعہ کراچی۔ ان کے تنقیدی مضامین کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں، مثلاً "۲+۲=۵"، "گردشِ قلم"، "زاویۂ نظر"، سوال یہ ہے وغیرہ۔

۶ جیلانی کامران (۱۹۲۶ء-۲۰۰۳ء) معلم، شاعر، ادیب، نقاد، دانش ور، کالم نگار؛ استاد انگریزی، گورنمنٹ کالج، لاہور؛ پرنسپل، گورنمنٹ کالج، راولپنڈی و ایف سی کالج، لاہور۔ متعدد کتابوں کے مصنف۔ مکتوب الیہ نے ان کی کتاب "اقبال اور اس کا عہد" (مطبوعہ: مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء) ابنِ فرید کو ارسال کر دی تھی۔

۷ دراصل "Stray Reflection" علامہ اقبال کی نوٹ بک یا ڈائری کا نام ہے (مطبوعہ: شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۱ء، طبع اوّل) ابنِ فرید نے یہاں یہ ترکیب 'مزید' یا 'پس نوشت' یا 'چند متفرق امور' کے مفہوم میں استعمال کی ہے۔

۸ ڈاکٹر سلیم اختر (پ: ۱۱/ مارچ ۱۹۳۴ء) معلم، نقاد، افسانہ نگار، مؤرخ ادبِ اردو، سفرنامہ نگار؛ استاد، گورنمنٹ کالج، لاہور۔ حال: وزٹنگ پروفیسر اردو، ایجوکیشن یونیورسٹی، لاہور۔ متعدد کتابوں کے مصنف و مؤلف۔

۹ [اللہ دِتہ] فضل مِنَ اللہ (م: ۱۹۸۸ء) صحافی، ادیب، افسانہ نگار، انشائیہ نگار، مترجم؛ ڈپٹی سیکرٹری (حکومت پنجاب) کی حیثیت سے سبک دوش ہوئے؛ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۴ء تک "سیارہ"، لاہور کے مدیر انتظامی اور مدیر معاون رہے اور ماہ نامہ "پاک ڈائجسٹ" بھی جاری کیا۔

خط نمبر۵:

۱ڈاکٹر معین الدین عقیل (پ: ۲۵ر جون ۱۹۴۷ء) معلم، محقق، مؤرخ، نقاد۔ ایک برس نیپلز یونیورسٹی، اٹلی اور سات برس ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز، جاپان میں اردو کے استاد رہے۔ بطور صدر شعبۂ اردو، جامعہ کراچی سے ۲۰۰۵ء میں سبک دوش ہوئے۔ متعدد کتابوں کے مؤلف و مصنف۔ عقیل صاحب ڈی لٹ کی ڈگری بھی رکھتے ہیں۔

۲ابنِ فرید شاید ان کی کتاب "اقبال اور اس کا عہد" میں حوالہ تلاش کرتے رہے، جو نہیں ملا۔ مرزا قادیانی کا ذکر جیلانی کامران کی کتاب "تنقید کا نیا پس منظر" (مکتبہ ادبِ جدید، لاہور، ۱۹۶۴ء) میں صفحہ ۸۵، ۸۶ پر موجود ہے۔

۳پروفیسر شمیم حنفی (پ: ۱۷ر مئی ۱۹۳۹ء) معلم، ادیب، نقاد؛ استاد اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی؛ مدیر جامعہ دہلی۔ متعدد کتابوں کے مصنف و مؤلف۔

۴اختر اورینوی (۱۹۱۰ء-۱۹۷۷ء) معلم، شاعر، افسانہ و ناول نگار، ڈراما نگار، محقق؛ استاد اردو، پٹنہ کالج۔

۵نعیم صدیقی (۱۹۱۶ء-۲۵ر ستمبر ۲۰۰۲ء) صحافی، ادیب، شاعر، نقاد؛ تحریک ادبِ اسلامی کے نمایاں علم بردار؛ مدیر چراغِ راہ کراچی؛ مدیر اعلیٰ "سیارہ"، لاہور۔ جماعتِ اسلامی پاکستان کے ایک اہم رہنما۔

۶اس کتاب پر مکتوب الیہ کا تبصرہ "سیارہ"، کے شمارہ ۸۰ میں شائع ہوا تھا۔

۷"اقبال اور اس کا عہد"، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء

۸کتابی سلسلہ "محراب" احمد مشتاق اور ڈاکٹر سہیل احمد خاں مل کر شائع کیا کرتے تھے۔ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۹۰ء تک وقفوں وقفوں سے اس کے آٹھ نو پرچے شائع ہوئے۔

۹محمد حسن عسکری کے مجموعہ مضامین کا درست نام "وقت کی راگنی" ہے، جس کا ذکر اگلے خطوط میں بھی ملے گا۔

۱۰ممتاز شیریں کا تنقیدی مجموعہ "معیار" بازار میں تو دستیاب نہ تھا، تاہم حسنِ اتفاق سے مکتوب الیہ کو اس کا ایک نسخہ انارکلی، لاہور کے فٹ پاتھ (پرانی کتب کے ذخیرے) سے مل گیا، جو انھوں نے ارسال کر دیا۔

۱۱مکتوب الیہ نے 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' پر مفصل مضمون کتاب میں شامل کر دیا تھا۔

خط نمبر۶:

۱کفایت اللہ (م: ۲۱/ ۲۲ر فروری ۱۹۹۹ء) مالیر کوٹلہ (مشرقی پنجاب) معلم اور کتاب دوست؛ کتابوں سے غیر معمولی دل چسپی کے باعث ہر سال پاکستان آتے تو کثیر تعداد میں بھارتی اردو کتب، بالخصوص اقبالیات پر تازہ بھارتی مطبوعات اپنے ساتھ لے آتے، جو اُن دنوں پاکستانیوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھیں۔

۲ڈار صاحب سے ابنِ فرید کی مراد بشیر احمد ڈار (۱۹۰۸ء-۲۹ر مارچ ۱۹۷۹ء) ہے، جن کا مرتب کردہ مجموعہ "Letters & Writings of Iqbal" کے نام سے اقبال اکادمی، کراچی سے شائع ہوا تھا، جو ہاشمی صاحب نے انھیں بھجوا دیا تھا۔

خط نمبر ۷:

ا ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اپنا پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ بعنوان ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، ۱۳ر جولائی ۱۹۸۰ء کو جامعہ پنجاب، لاہور میں جمع کرا دیا تھا، جس پر جامعہ نے مئی ۱۹۸۱ء میں ڈگری تفویض کر دی۔

خط نمبر ۸:

ا نومبر ۱۹۸۰ء میں مکتوب الیہ کا تبادلہ گورنمنٹ کالج، سرگودھا سے گورنمنٹ کالج، لاہور ہو گیا۔

۲ ڈاکٹر سلیم اختر (پ: ۱۹۳۴ء) معروف نقاد اور ادیب۔ اُس زمانے میں گورنمنٹ کالج، لاہور کے شعبۂ اردو میں ہاشمی صاحب کے رفیقِ کار تھے۔ آج کل ایجوکیشن یونیورسٹی، لاہور سے وابستہ ہیں۔

۳ سلیم احمد (۱۹۲۷ء-۱۹۸۳ء) ادیب، نقاد، محقق، ڈراما نگار، افسانہ نگار، شاعر اور صحافی۔

۴ جن کا ناول ''ٹوٹی ہوئی بوتل کے چند چمک دار ٹکڑے'' سے شائع ہو چکا ہے۔

۵ مراد ہیں: فضل من اللہ، نائب مدیر سیارہ، دیکھیے: خط ۴، حاشیہ ۸۔

خط نمبر ۹:

ا ڈاکٹر عبدالمغنی (۱۹۳۶ء-۲۰۰۶ء) معلم، نقاد، اقبال شناس، ادیب، مترجم۔ بھارت میں اردو زبان کی ترویج و فروغ کے لیے زندگی بھر سرگرمِ عمل رہے۔ وہ ادبِ اسلامی کی تحریک کے ایک نمایاں سرپرست بھی تھے۔ مزید دیکھیے: ان پر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا مضمون، مطبوعہ ''ترجمان القرآن''، لاہور، اکتوبر ۲۰۰۶ء۔

۲ غالباً پروفیسر عمر حیات غوری، کی کتاب اقبال اور مودودی کا تقابلی جائزہ (دہلی) مراد ہے۔ معلم، نقاد اور ادیب؛ صدر شعبۂ اردو، انجمن کالج، بھٹکل، کرناٹک (بھارت)۔ تصانیف میں ''علامہ اقبال اور آزادیٔ ہند''، ''اقبال اور مودودی کا تقابلی جائزہ''، ''غالب بانزاکتِ خیال''، ''نگار خانۂ سخن'' شامل ہیں۔

۳ ''میں، ہم اور ادب'' پر ہاشمی صاحب کا لکھا ہوا یہ تبصرہ نما مضمون ''سیارہ'' نومبر دسمبر ۱۹۸۰ء (ص ۲۵۵ تا ۲۵۶) میں شائع ہوا تھا۔

۴ ڈاکٹر وزیر آغا (پ: ۱۸ر مئی ۱۹۲۲ء) شاعر، نقاد، انشائیہ نگار اور ادیب۔ ان کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔

۵ ڈاکٹر وزیر آغا کے صاحب زادے ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش (پ: ۲۲ر نومبر ۱۹۵۶ء) بھی نقاد، انشائیہ نویس اور افسانہ نگار ہیں۔ اُن کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''جدید اردو افسانے کے رجحانات'' انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ یہاں ان کے انشائیوں کے مجموعے ''سرگوشیاں'' (۱۹۸۰ء) کے پیش لفظ کی بات کی جا رہی ہے۔

۶ فضل من اللہ نے اس دَوران بہت سے اہلِ قلم کے مصاحبے ''جسارت'' کراچی کے ادبی اڈیشن میں شائع کیے تھے۔

خط نمبر ۱۰:

۱؎ پروفیسر حبیب اللہ حامدی کاشمیری (پ: ۲۹ر جنوری ۱۹۳۲ء) معلم، نقاد، افسانہ و ناول نگار، شاعر؛ سابق استاد شعبۂ اردو اور وائس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر۔

خط نمبر ۱۱:

۱؎ محقق اور مؤرخ شیخ محمد اکرام (۱۰ر ستمبر ۱۹۰۸ء۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۷۳ء) مراد ہیں۔ وہ اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ غالب اور شبلی ان کی دل چسپی کے خاص موضوعات تھے۔

۲؎ شیخ محمد اکرام کی مذکورہ کتاب "یادگارِ شبلی"، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کی تھی۔

۳؎ کوثر نیازی (۱۹۳۴ء۔ ۱۹۹۴ء) شاعر، ادیب، صحافی اور سیاست دان۔ اوائل میں ماہ نامہ "تعمیرِ انسانیت" کے مدیر رہے۔

خط نمبر ۱۲:

۱؎ یکم مئی ۱۹۸۱ء کو ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا پی ایچ۔ ڈی کا زبانی امتحان ہوا اور یونیورسٹی نے کام یابی کا اعلان کیا، جس کی اطلاع انھوں نے ابنِ فرید صاحب کو دی تھی۔

۲؎ مختار مسعود (پ: ۱۹۱۸ء) ادیب اور "سفرِ نصیب" کے مصنف۔ مکتوب الیہ نے یہ کتاب ابنِ فرید کی فرمائش پر انھیں ارسال کر دی تھی۔ دورانِ ملازمت وہ اعلیٰ حکومتی مناصب پر فائز رہے۔

۳؎ ماہ نامہ "تعمیرِ انسانیت" نیم علمی اور نیم مذہبی پرچہ تھا، جسے مکتبہ تعمیرِ انسانیت [بانی: شیخ محمد قمر الدین (۱۹۰۳ء۔ ۴ر اپریل ۱۹۶۸ء)] شائع کرتا تھا۔

۴؎ مکتبہ تعمیرِ انسانیت، لاہور کے بانی شیخ قمر الدین کے بھانجے شیخ عبدالحمید (پ: ۱۹۲۶ء)

۵؎ ہفت روزہ "آئین"، لاہور [مدیر: مظفر بیگ (م: مئی ۱۹۸۹ء)] کا "تفہیم القرآن" نمبر (جلد ۱۱، شمارہ ۷) ۱۵ ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو شائع ہوا تھا۔

خط نمبر ۱۳:

۱؎ مکتوب الیہ کو "تعمیرِ انسانیت" کا وہ شمارہ شیخ صاحب کے ہاں سے دستیاب ہو گیا تو انھوں نے ابنِ فرید کے "افسانے 'چاند، سمندر اور شہر'، کی عکسی نقل بنوا کر ارسال کر دیں۔

۲؎ "تخلیقی ادب"، کراچی سے مشفق خواجہ (۱۹ر دسمبر ۱۹۳۵ء۔ ۲۱ر فروری ۲۰۰۵ء) نے جاری کیا تھا۔ اس کی تیسری جلد میں ابنِ فرید کی متعدد نگارشات شامل تھیں۔

۳؎ "اقبال... ایک شاعر"۔

۴؎ ڈاکٹر سید عبدالباری شبنم سبحانی (پ: ۷ ستمبر ۱۹۳۷ء) معلم، نقاد، شاعر، ادیب؛ بھارت میں تحریک ادبِ اسلامی کے اہم رکن۔ آج کل ماہ نامہ پیش رفت دہلی کے مدیر ہیں۔

۵ڈاکٹر وحید قریشی (پ: ۱۴ر فروری ۱۹۲۵ء) معلم، محقق، نقاد، مؤرخ؛ سابق فیکلٹی ڈین، پرنسپل اور صدر شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور؛ حال: پروفیسر ایمریطس، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔

۶"اقبال کی طویل نظمیں" بھارت میں شائع نہ ہو سکی۔

۷مکتوب الیہ اس زمانے میں سرگودھا سے لاہور منتقل ہو کر ۲۴ر ڈی، منصورہ میں مقیم ہو گئے تھے، (نہ کہ ۶ر ڈی)

۸ڈاکٹر مختار الدین احمد (پ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبہ عربی زبان و ادب، محقق، نقاد، ادیب؛ بیک وقت اردو، عربی اور فارسی زبان کے محقق۔

خط نمبر ۱۵:

۱مجلہ تحقیق پنجاب یونیورسٹی کی فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ شائع کرتی تھی۔ ڈاکٹر وحید قریشی اس کے بانی مدیر تھے۔

۲"زندہ رُود" (از ڈاکٹر جاوید اقبال) علامہ اقبال کی مفصل سوانح عمری ہے، "لالہ فام" اقبال پر ان کے مضامین کا مجموعہ ہے اور دانائے راز (از سید نذیر نیازی) بھی اقبال کی سوانح عمری ہے۔

۳ہاشمی صاحب کی مرتبہ کتاب "خطوطِ اقبال"، ۱۹۷۷ء میں بیسویں صدی پبلی کیشنز، نئی دہلی نے شائع کی تھی اور انھوں نے ناشر کو خط لکھا کہ اس کا ایک نسخہ ابنِ فرید کو بھیج دیں۔ یہاں اُسی نسخے کا ذکر ہے۔

۴پروفیسر سید حسن احمد (۱۹۳۴ء-۱۹۹۹ء) کی مذکورہ کتاب ۱۹۷۹ء میں علی گڑھ ہی سے چھپی تھی اور بعد ازاں دستیاب ہونے پر ابنِ فرید نے مکتوب الیہ کو بھجوا دی تھی۔ ۲۰۰۳ء میں یہ کتاب ایک نئے نام "The Idea of Pakistan And Iqbal: A Disclaimer" سے پٹنہ سے شائع ہوئی ہے۔

۵شمس تہرانی کی مذکورہ کتاب شائع نہ ہو سکی۔

۶تاج سعید (۱۶ر ستمبر ۱۹۳۳ء- ۲۳ر اپریل ۲۰۰۲ء) صحافی، ادیب، شاعر، نقاد؛ مدیر مجلہ قند مردان۔

۷مکتوب الیہ نے اپنے دوست سلیم منصور خالد کے ساتھ مل کر مولانا مودودی کے خطوط کی تلاش اور جمع و تدوین کا منصوبہ بنایا تھا، چناں چہ خطوطِ مودودی کی دو جلدیں علی الترتیب ۱۹۸۴ء اور ۱۹۹۵ء میں شائع ہو چکی ہیں، جب کہ تین چار جلدیں ہنوز زیر ترتیب ہیں۔

۸مولانا عبدالحیٔ مدیر ماہ نامہ "الحسنات"، رام پور (یوپی)؛ عالم دین، مفسر قرآن؛ متعدد دینی کتابوں کے مصنف۔

۹عبدالوحید خاں، صحیح نام: وحید الدین خاں، بھارت کے معروف دینی مصنف اور "الرسالہ" کے مدیر۔

۱۰"نئی نسلیں" ایک علمی و ادبی ماہ نامہ، جو لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا۔ مدیر: م نسیم۔ اس کی مجلس ادارت میں ابنِ فرید بھی شامل تھے۔

خط نمبر ۱۶:

۱مکتوب الیہ نے ابنِ فرید کے توسط سے ایجوکیشنل بک ہاؤس کو کتاب شائع کرنے کی اجازت لکھ بھیجی تھی۔ اب تک وہ دو بار مذکورہ کتاب شائع کر چکے ہیں۔

خط نمبر ۱۷:

۱؎ کتاب کا صحیح نام "اقبال آئینہ خانے میں" ہے اور اس کے مرتب: آفاق احمد اور ناشر: مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، بھوپال (۱۹۷۹ء) تھے۔

خط نمبر ۱۸:

۱؎ یہ میرزا ادیب (۴/اپریل ۱۹۱۴ء-۳۱/جنوری ۱۹۹۹ء) کی خودنوشت ہے، جو مکتوب الیہ نے ابنِ فرید کو بھیج دی تھی۔

خط نمبر ۱۹:

۱۔ ڈاکٹر سید اسعد گیلانی (۱۰/اپریل ۱۹۲۲ء - ۲۳/اپریل ۱۹۹۲ء) صحافی، ادیب، افسانہ نگار؛ مدیر ہفت روزہ "جہانِ نو"، کراچی۔ جماعت اسلامی پاکستان کے ایک نمایاں رہ نما۔ قومی اسمبلی پاکستان کے رکن بھی رہے۔ بیسیوں کتابوں کے مصنف و مؤلف۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: "یادنامہ اسعد گیلانی" مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ادارۂ معارفِ اسلامی، لاہور، ۲۰۰۷ء۔

خط نمبر ۲۰:

۱؎ "جھلکیاں" مرتبہ محمد سہیل عمر، نعمانہ عمر، مکتبہ روایت، لاہور، ۱۹۸۳ء۔ "جھلکیاں" کا دوسرا حصہ کراچی سے "تخلیقی عمل اور اسلوب" کے نام سے شائع ہوا، جسے محمد سہیل عمر نے مرتب کیا تھا۔ اب یہ تحریریں شیما مجید کے مرتبہ "مقالاتِ محمد حسن عسکری" (مطبوعہ: علم و عرفان، لاہور، ۲۰۰۱ء، جلد اوّل و دوم) میں شامل ہیں۔

۲؎ بھارت کے ترقی پسند مصنف اور مؤرخ عتیق صدیقی کی کتاب "اقبال جادو گرِ ہندی نژاد" (مکتبہ جامعہ، دہلی ۱۹۸۰ء) پر مکتوب الیہ کا ایک تفصیلی مضمون رسالہ اقبال ریویو جولائی ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا، جس کا تراشا انھوں نے ابنِ فرید کو ارسال کیا تھا۔

۳؎ "اندازِ نظر" پروفیسر شمیم احمد کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے اور "اردو غزل کا روپ بہروپ" خواجہ منظور حسین کی تصنیف ہے۔

۴؎ مکتوب الیہ نے چند مطلوبہ کتب کی فہرست ابنِ فرید کو ارسال کی تھی، جن میں سے بیش تر کتب اسد یار خاں نے انھیں بھیج دی تھیں۔

۵؎ سید نقی علی، جماعت اسلامی کے ایک قدیم رُکن؛ پچاس کے عشرے میں نیا مدرسہ ہائی اسکول، اچھرہ، لاہور کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ "مولانا مودودی کا عہد: میری نظر میں" ایک اعتبار سے ان کی خودنوشت ہے۔ (البدر پبلی کیشنز، لاہور)

۶؎ مولانا امین احسن اصلاحی (۱۹۰۳ء-۱۶/دسمبر ۱۹۹۶ء) دینی مصنف، ان کی تفسیر "تدبرِ قرآن" سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ ابتدائی دور میں جماعت اسلامی ہندوستان اور بعد ازاں جماعت اسلامی پاکستان کے اہم رہ نماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

۷ مکتوب الیہ نے اپنے خط میں اعظم گڑھ کے ڈاکٹر حفیظ اللہ کی بابت استفسار کیا تھا، جن کا ذکر مسعود عالم ندوی کے نام مولانا مودودی کے ایک خط میں آیا ہے؛ تاہم ہاشمی صاحب اپنے خط میں اعظم گڑھ کے بجائے غلطی سے علی گڑھ لکھ گئے، چناں چہ ابنِ فرید نے اسی سلسلے میں وضاحت کی ہے۔

۸ کتاب کا درست نام "سرچشمے" (علامتوں کی تلاش میں) ہے، سالِ اشاعت: ۱۹۸۰ء۔

۹ ڈاکٹر منظور اختر تحسین فراقی (پ: ۱۷؍ستمبر ۱۹۵۰ء) معلم، نقاد، محقق، شاعر، مترجم، ماہرِ اقبالیات۔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور میں صدرِ شعبۂ اردو ہیں۔ آج کل تہران یونیورسٹی میں تدریسِ اردو پر مامور ہیں۔

۱۰ ادبی رسالہ "دائرے" کراچی، مدیر: حسنین کاظمی۔

خط نمبر ۲۱:

۱ چودھری محمد نعیم (پ: ۱۹۳۴ء) معلم، نقاد، مترجم۔ ابنِ فرید کے عم زاد؛ طویل عرصے سے امریکہ میں مقیم ہیں اور شکاگو میں اردو زبان و ادب کی تدریس پر مامور ہیں۔ وہیں سے ایک تنقیدی مجلہ Urdu Annual شائع کرتے رہے۔ علمی و ادبی حلقوں میں سی ایم نعیم کے نام سے معروف ہیں۔ ان کا ذکر ابنِ فرید کے خط مرقومہ ۲۶؍جنوری ۱۹۸۳ء (آیندہ صفحات) میں ملے گا۔

۲ مضامین کا تیسرا مجموعہ "ادب داد طلب" اور افسانوی مجموعہ "یہ جہاں اَور ہے" کچھ عرصے بعد شائع ہو گئے تھے۔

۳ اختر راہی، ڈاکٹر سفیر اختر کا قلمی ہے۔ معلم، نقاد، محقق، مؤرخ۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں استاد اور ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد میں چیف ایڈیٹر رہے۔ ان دنوں انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد کے شش ماہی مجلے "نقطۂ نظر" کے مدیر ہیں۔

۴ شہزاد منظر (یکم جنوری ۱۹۳۳ء-۱۹؍نومبر ۱۹۹۷ء) صحافی، ترقی پسند نقاد، افسانہ و ناول نگار۔

خط نمبر ۲۳:

۱۔ مشفق خواجہ (۱۹؍دسمبر ۱۹۳۵ء-۲۱؍فروری ۲۰۰۵ء) محقق، نقاد، طنز و مزاح نگار، ادیب، شاعر۔ اوائلِ عمری میں انجمن ترقیِ اردو پاکستان سے وابستہ رہ کر بابائے اردو کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔

۲ "چہرہ پس چہرہ" (۱۹۸۰ء) ابنِ فرید کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔

خط نمبر ۲۴:

۱ "شامِ سحر" (۲۰۰۳ء) حمید جالندھری (۹؍اپریل ۱۹۱۰ء-۲۸؍نومبر ۲۰۰۴ء) کا شعری مجموعہ ہے۔ معلم، ادیب اور شاعر۔ مکتبہ کارواں، لاہور کے مالک تھے۔

۲ اسلوب احمد انصاری (پ: مارچ ۱۹۲۵ء) معلم، نقاد، ماہرِ اقبالیات؛ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ انگریزی کے سربراہ رہے۔ ایک عرصے تک شش ماہی تنقیدی مجلہ "نقد و نظر" شائع کرتے رہے۔ متعدد تنقیدی مجموعوں کے مصنف و مؤلف۔

۳ نقد و نظر کے اقبال نمبر چار حصوں میں شائع ہوئے تھے۔

۴ مظفر علی سید (۱۹۲۹ء-۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء) ادیب، نقاد، مترجم، مدوّن۔ پاکستان ایئر فورس سے وابستہ رہے۔
۵ افتخار جالب (۱۹۳۶ء- ۲۰۰۳ء) شاعر، نقاد؛ نئی نظم، جدیدیت اور لسانی تشکیلات کے پُر جوش علم بردار۔
۶ انیس ناگی (پ: ۱۹۳۸ء) شاعر، نقاد، ناول نگار؛ ڈپٹی سیکرٹری تعلیم (حکومتِ پنجاب) سبک دوش ہوئے۔
۷ یہ انٹرویو روزنامہ "جسارت"، کراچی (۱۰ ردسمبر ۱۹۸۲ء) میں شائع ہوا تھا۔ بعدازاں "سیارہ"، میں شائع پذیر ہوا۔
۸ اپنے انٹرویو میں سی ایم نعیم نے اپنے ایک انگریزی مقالے (Sexuality in Pre-Modern Urdu Poetry) کے حوالے سے کہا تھا کہ قرآن میں لواطت کی سزا کا ذکر نہیں ملتا، جس پر فراقی صاحب نے قرآن کی وہ آیات دکھائیں، جن میں قوم لوط پر پتھروں کی بارش کا ذکر ہے۔ فراقی صاحب کی نشان دہی پر نعیم صاحب نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔
۹ "غالب ببلوگرافی" مرزا غالب پر شائع ہونے والی کتابوں اور مضامین کی مفصل کتابیات ہے، جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے استاد اور محقق ڈاکٹر محمد انصار اللہ نظر (پ: ۱۴ر جنوری ۱۹۳۶ء) نے علی گڑھ ہی سے شائع کی تھی۔ حال ہی میں اس کا نیا اڈیشن اضافوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔
۱۰ انجم نعیم بھارت کے نوجوان ادیب، جنھوں نے مقالات کا ایک مجموعہ "ادب کی تعمیری جہت" مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ (مطبوعہ: کریسنٹ پبلشنگ کمپنی، علی گڑھ، ۱۹۸۱ء)

خط نمبر ۲۵:

۱ ڈاکٹر عقیل سے مراد ڈاکٹر معین الدین عقیل ہیں۔ دیکھیے: خط ۵، حاشیہ ا۔

خط نمبر ۲۶:

۱ ڈاکٹر جمیل جالبی (پ: ۱۲ر جون ۱۹۲۹ء) ادیب، نقاد، محقق، مؤرخ زبان و ادب؛ انکم ٹیکس کمشنر، وائس چانسلر جامعہ کراچی، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان؛ متعدد اور وقیع کتابوں کے مصنف و مؤلف۔
۲ محمد طفیل (۱۹۲۳ء-۱۹۸۶ء) مدیر نقوش، ادیب، خاکہ نگار، متعدد کتابوں کے مصنف۔
۳ ڈاکٹر انور سدید (پ: ۱۹۲۷ء) ادیب، محقق، نقاد، انشائیہ نگار، صحافی؛ ایکسین محکمہ انہار، پنجاب؛ اداریہ نویس اور کالم نگار روزنامہ "نوائے وقت"، لاہور۔

خط نمبر ۲۷:

۱ ڈاکٹر مختار الدین احمد ایک زمانے میں آرزو تخلص کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے: مراسلہ ۱۳، حاشیہ ۸۔
۲ ڈاکٹر احمد سجاد (پ: ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء) محقق، نقاد اور ادیب؛ سابق صدر شعبۂ اردو، رانچی یونی ورسٹی، بہار۔ متعدد کتابوں کے مصنف و مؤلف۔
۳ ڈاکٹر اعجاز حنیف (م: ۲۰۰۳ء) معلم، افسانہ نگار، محقق، نقاد۔ انھوں نے "عزیز احمد: حیات اور کارنامے" کے موضوع پر جامعہ پنجاب سے ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں ۱۹۸۵ء میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اردو کے لیکچرر رہے۔ ان کا ایک افسانوی مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ ابوسعادت جلیلی، محقق اور نقاد۔ متعدد کتابوں کے مصنف و مؤلف۔ بنک کی ملازمت سے سبک دوش ہو چکے ہیں۔

خط نمبر ۲۹:

۱۔ ابوالخطیب: ادیب، افسانہ و ناول نگار۔ طویل عرصے سے لندن میں مقیم۔ ایک ناول اور افسانوں کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

۲۔ سید اسعد گیلانی ادارۂ علم و ادب، لاہور کے زیر اہتمام القلم ادبی کانفرنس منعقد کرنا چاہتے تھے اور اس میں ابنِ فرید بھی مدعو تھے، مگر بوجوہ کانفرنس ملتوی ہو گئی۔ بعد ازاں یہ کانفرنس ۲۲ تا ۲۴/ مارچ ۱۹۸۹ء کو لاہور میں منعقد ہوئی، لیکن ابنِ فرید اس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس کی رُوداد مجلّہ "علم و ادب" (مرتب: آسی ضیائی و نظر زیدی) میں چھپی تھی۔

خط نمبر ۳۰:

۱۔ سراج منیر (۱۹۵۱ء-۲۵/ ستمبر ۱۹۹۰ء) ادیب، شاعر، نقاد، دانش ور؛ ڈائریکٹر ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔ انھوں نے ۱۹۸۳ء سے محمد سہیل عمر کے اشتراک سے کتابی سلسلہ بعنوان "روایت" شروع کیا تھا، جو تاریخ فکر میں بنیادی تبدیلیاں لانے والی تحریروں کے انتخاب پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس کے پانچ شمارے ہی نکل سکے تھے؛ آخری شمارہ ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا تھا۔

خط نمبر ۳۲:

۱۔ عطاء الحق قاسمی (پ: یکم فروری ۱۹۴۳ء) معلم، ادیب، مزاح نگار، کالم نویس، شاعر؛ مدیر ادبی مجلّہ "معاصر"۔ "حبِ مکرر" ان کے مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ (مطبوعہ: سنگِ میل، لاہور، ۱۹۸۶ء)، متعدد کتابوں کے مصنف۔

۲۔ ادارۂ بتول، لاہور سے ابنِ فرید کی یہ کتابیں شائع ہوتی رہی ہیں: "بچے کی تربیت"، "زندگی کا سلیقہ"، "گھریلو جھگڑے"، "ہم کیسے رہیں"۔

خط نمبر ۳۳:

۱۔ اُس زمانے میں ابنِ فرید جدہ یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئے تھے۔

خط نمبر ۳۴:

۱۔ نجات اللہ صدیقی: معلم، ادیب، نقاد؛ شعبۂ معاشیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں استاد رہے۔

۲۔ محمد صلاح الدین (۱۹۳۵ء-۱۹۹۴ء) صحافی، مصنف، دانش ور؛ بانی مدیر ہفت روزہ "تکبیر"؛ مدیر روزنامہ "جسارت"، کراچی۔

خط نمبر ۳۶:

۱۔ سید نظر زیدی (۱۹۱۷ء-۲۰۰۲ء) ادیب، شاعر، صحافی اور دانش ور۔

۲۔ سیارہ ۲۳۔

خط نمبر ۳۷:

۱؎ انتظار نعیم: شاعر، صحافی، دانش ور؛ مدیر ہفت روزہ "Radiance"، دہلی اور مدیر: ماہ نامہ "پیش رفت"، دہلی۔

خط نمبر ۳۸:

۱؎ منظر عباس نقوی (پ: ۱۹۳۳ء) معلم، ادیب، نقاد؛ استاد شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ متعدد کتابوں کے مصنف؛ انھوں نے "خطوط اقبال، بنام علیہ فیضی" کا ترجمہ شائع کیا تھا۔ ابن فرید نے مکتوب الیہ سے اس کے بھجوانے کے وعدہ کیا تھا۔

۲؎ متذکرہ بالا خطوط کا ایک اَور ترجمہ عبدالعزیز خالد نے بھی کیا تھا، جو مکتوب الیہ نے ابن فرید کو بھجوا دیا تھا۔

۳؎ مرزا سعید الظفر چغتائی: معلم، ادیب، شاعر، نقاد؛ استاد شعبۂ طبیعیات و ڈین فیکلٹی آف سائنس، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی؛ پیرس میں اپنے قیام کے دوران انھوں نے ایک فرانسیسی سکالر کی اعانت سے بالِ جبریل کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا تھا، جو پیرس ہی سے یونسکو کے تعاون سے شائع ہوا۔ ان کی دو نظمیں اور ان پر شمیم حنفی کا مضمون "کتاب نما"، دہلی (جولائی ۲۰۰۷ء) میں ملاحظہ کیجیے۔

۴؎ کتاب سے مراد متذکرہ بالا فرانسیسی ترجمہ ہے۔

۵؎ غالباً مذکورہ کتاب ناتمام رہ گئی۔

خط نمبر ۳۹:

۱؎ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی موٹر سائیکل پر اپنے بچوں کے ساتھ لاہور کے جی پی او چوک سے گزر رہے تھے تو میکلوڈ روڈ سے آنے والی ایک تیز رفتار موٹر ان کے موٹر سائیکل سے ٹکرا گئی۔ اس حادثے میں بچے تو محفوظ رہے، تاہم ان کی ٹانگ میں ہلکا سا فریکچر ہو گیا، جس کے نتیجے میں انھیں ڈیڑھ ماہ مکمل آرام کی ہدایت پر عمل پیرا رہنا پڑا۔

۲؎ محمد یوسف اصلاحی (پ: ۹ر جولائی ۱۹۳۲ء) ادیب، عالم دین، خطیب؛ مدیر ماہ نامہ "ذکریٰ ڈائجسٹ"، رام پور؛ عام فہم زبان میں بہت سی دینی و تبلیغی کتابوں کے مصنف۔ ان میں سے "آدابِ زندگی" اور "آسان فقہ" بہت مقبول ہیں۔

۳؎ یہاں ہاشمی صاحب کے مضمون 'سرسید، شبلی اور مغرب' کا ذکر ہے، جو "اورینٹل کالج میگزین"، لاہور کی اشاعت ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ مضمون ان کے مجموعۂ مضامین "تفہیم و تجزیہ" (لاہور، ۱۹۹۹ء) میں شامل ہے۔

خط نمبر ۴۰:

۱؎ جامعہ الازہر، قاہرہ کے ایک سیمینار میں شرکت کے بعد ابن فرید وسط جنوری ۱۹۹۰ء میں کراچی پہنچے اور وہاں

چند روزہ قیام کے بعد انھوں نے چند دن لاہور میں اپنے دوستوں کے ساتھ گزارے۔ یہ ان سے مکتوب الیہ کی پہلی اور آخری ملاقات تھی۔ وہ بہت سی خوش گوار یادیں لے کر یہاں سے رخصت ہوئے۔

۲ عبدالرحمٰن صابر قرنی (م: ۱۳ر جنوری ۱۹۹۵ء) مدیر الحسنات لاہور؛ منتظم ماہ نامہ "عفت"، لاہور اور "بتول"، لاہور۔ ڈاکٹر ہاشمی کا مضمون 'صابر قرنی کی یاد میں' ہفت روزہ "ایشیا"، لاہور میں ۲۴ر جنوری ۱۹۹۵ء کو شائع ہوا تھا۔

خط نمبر ۴۱:

۱ علی سردار جعفری (نومبر ۱۹۱۳ء - یکم اگست ۲۰۰۰ء) معروف ترقی پسند شاعر، نقاد، دانش ور۔

خط نمبر ۴۲:

۱ اس خط کی ترسیل دو سال تک مؤخر ہوتی رہی، چناں چہ ابنِ فرید نے اسی خط کی پشت پر نیا مراسلہ (۴۳) رقم کر دیا۔

خط نمبر ۴۳:

۱ صحیح نام "Iqbal: The Poet" ہے، جسے بزمِ اقبال، لاہور نے شائع کیا تھا۔

خط نمبر ۴۴:

۱ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے والد گرامی محمد محبوب شاہ ہاشمی (م: ۱۳ر جنوری ۱۹۹۸ء)۔ مکتوب الیہ کے مضمون بعنوان 'محمد محبوب شاہ، میرے ابا مرحوم' کے لیے دیکھیے ہفت روزہ "ایشیا"، لاہور، ۳۰ر اپریل ۱۹۹۸ء۔

۲ ماہ نامہ "حجاب"، رام پور (بھارت)، خواتین کا ایک اصلاحی اور دینی رسالہ تھا۔ ابنِ فرید کی اہلیہ اُمِ صہیب اس کی مدیرہ تھیں اور ابنِ فرید مدیر منتظم، تاہم زیادہ تر کام ابنِ فرید ہی کرتے تھے۔ "حجاب" کے مختلف موضوعات پر چند خاص نمبر شائع ہوئے۔

خط نمبر ۴۶:

۱ ابنِ فرید کے ایک دوست محمد حمید اللہ انصاری، جن کے ذریعے انھوں نے ماہ نامہ "حجاب" کے چند پرچے مکتوب الیہ کو ارسال کیے تھے۔

۲ "تذکرۂ مودودی" کی جلد دوم اور سوم (مرتبین: جمیل احمد رانا، سلیم منصور خالد) ادارۂ معارفِ اسلامی، لاہور نے ۱۹۹۸ء میں شائع کی تھیں۔ مکتوب الیہ نے یہ دونوں جلدیں ابنِ فرید کو بھجوا دی تھیں۔ (پہلی جلد ۱۹۸۶ء میں اسی ادارے سے شائع ہوئی تھی۔)

خط نمبر ۴۷:

۱ آسی ضیائی (پ: ۱۹۲۰ء) معلم، ادیب، شاعر، نقاد، خاکہ نگار؛ بطور پرنسپل، گورنمنٹ کالج، بدوملہی سبک دوش ہوئے۔

کتابیات:

۱۔ ابنِ فرید، ''چہرہ پس چہرہ''، مطبوعہ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔
۲۔ بی۔ اے ڈار، ''Letters of Iqbal''، مطبوعہ: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۸ء۔
۳۔ جمیل احمد رانا، سلیم منصور خالد، مرتبین، ''تذکرۂ مودودی''، جلد دوم اور سوم، ادارۂ معارفِ اسلامی، لاہور، ۱۹۹۸ء۔
۴۔ جیلانی کامران، ''اقبال اور اس کا عہد''، مطبوعہ: مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء۔
۵۔ رفیع الدین، ہاشمی، ڈاکٹر، ''اقبال ... ایک مطالعہ''، مطبوعہ: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۷ء۔
۶۔ رفیع الدین، ہاشمی، ڈاکٹر، مرتبہ، ''خطوطِ اقبال'' بیسویں صدی پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۱۹۷۷ء۔
۷۔ رفیع الدین، ہاشمی، ڈاکٹر، مرتبہ، ''یادنامہ اسعد گیلانی''، ادارۂ معلومات اسلامی، لاہور، ۲۰۰۷ء۔
۸۔ سلیم آغا قزلباش، ڈاکٹر، ''جدید اُردو افسانے کے رجحانات''، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، ۲۰۰۱ء۔
۹۔ شیما مجید، مرتبہ: ''مقالاتِ محمد حسن عسکری''، مطبوعہ: علم و عرفان، جلد اوّل و دوم، لاہور، ۲۰۰۱ء۔
۱۰۔ عطاء الحق قاسمی، ''حدِ مکرر''، مطبوعہ: سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۶ء۔
۱۱۔ محمد اکرام شیخ، ''یادگارِ شبلی''، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۱ء۔
۱۲۔ منظور حسین، خواجہ، ''اقبال اور دوسرے شعراء''، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۷۷ء۔

O ------- O